REGD No P. 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۷ رستمبر۔ الحمدللہ کہ چند روز کے وقتی وقفہ کے بعد اب ربوہ سے مسلسل اخبار الفضل موصول ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق اخبار میں شائع شدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ مری میں دو ہفتہ قیام فرمانے کے بعد مورخہ ۱۴ ستمبر کو حضور انور ربوہ تشریف لے آئے یہ بخیریت مراجعت فرما ہوئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق الفضل میں شائع شدہ ۱۸ ستمبر کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ۔

قادیان ۲۷ ستمبر۔ محترم مولانا عبدالرحمن صاحب فاضل مرتبا کے اپریشن کے لئے کل امرتسر تشریف لے گئے۔ آج اپریشن ہونا تھا مگر شوگر معلوم ہونے کے سبب اپریشن چند روز بعد ہوگا۔ آج اور کل دونوں روز محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امرتسر میں حضرت امیر صاحب کے پاس رہے اور جملہ انتظامات تسلی بخش طور پر آپ ہی نے کئے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صحت و سلامتی کے ساتھ حضرت مولانا کو دارالامان واپس لائے۔ آمین۔

قادیان ۲۷ ستمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمدللہ

اسلام کا اصل حریف مغربی طرزِ فکر ہے!

"وہ لوگ جو مغربیت کی رو میں بہتے چلے جاتے وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے!"

(المصلح الموعود)

(از مکرم چوہدری عبدالسلام صاحب اختر ایم۔ اے)

ان دنوں مغربی طرزِ فکر عملی طور پر نہ صرف مغربی اقوام پر ہی چھایا ہوا ہے بلکہ مشرق و مغرب کی تمام قومیں جن میں ایشیاء اور لاطینی اقوام کے ایسے گروہ بھی شامل ہیں۔ جن کا اپنا تمدن ہے۔ مغربی طرزِ فکر سے متاثر ہیں اور اپنی ترقی اور بہبودی اور عظمت و کامرانی کے حصول کے لئے انہی ذرائع پر گامزن ہیں جو مغربی فکر نے اپنا رکھے ہیں۔ مغربیت کا یہ جال اتنا وسیع اور اتنا ہمہ گیر ہے کہ اس کی گہرائی اور وسعت کا اندازہ لگانا ہی مشکل ہے۔ اس کی اثر پذیری کا یہ عالم ہے کہ ایشیا کی نیم پیرو جو تہذیب اور مذہب کا ایک گراں بہا سرمایہ اپنے تاریخی خزانوں میں پنہاں رکھتی ہے وہ بھی اپنی معاشرت اور تمدن میں مغربیت کو اپنا رہی ہے اور ریلی دفتیت کے دلدادہ عمر رسیدہ لوگ ایک حد تک بے بسی کے ساتھ اس کی نشو و نما کو دیکھ رہے ہیں۔ مرد کیا اور عورتیں کیا سب اپنے لباس اور وضع قطع اور اندازِ فکر کے اعتبار سے ایک رنگ میں رنگے جا رہے ہیں۔ ایک طوفان ہے جو غیر شعوری طور پر دل و دماغ پر حاوی ہوتا جا رہا ہے۔

یہ واضح ہونا چاہیئے کہ مغربیت سے مراد نہ تو کوئی مخصوص قسم کا لباس ہے اور نہ ہی کوئی مخصوص قسم کی طرزِ رہائش۔ گو یہ درست ہے کہ یہ دونوں چیزیں اسی اندازِ فکر سے فروعہ متاثر ہوتی ہیں۔ جو مغربیت کی بنیاد ہے۔ پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ یہ اندازِ فکر صرف مغربی ممالک کے رہنے والوں کا ہی خاصہ ہو کئی ایسے افراد ہیں۔ جو ایشیا کے دور افتادہ مشرقی حصوں میں آباد ہیں مگر وہ اپنے اندازِ فکر کے لحاظ سے مغرب کے رہنے والوں سے زیادہ "مغربی" ہیں۔ بس یہ درد جو مشرق و مغرب کے دل و دماغ سے شدید طور پر ٹکرا رہی ہے کسی خاص سرزمین سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ ایک خاص فلسفہ کی پیداوار ہے وہ فلسفہ کہ جس نے نشاۃ ثانیہ کے ذہنی تضاد سے جنم لیا' لامذہبیت کی آغوش میں پرورش پائی، اور جو اب آزادی و الحاد کی بے راہرویوں میں پروان چڑھ رہا ہے۔

جیسا کہ تاریخ بتاتی ہے سولہویں صدی تک یورپ و ایشیا میں عمومی طور پر مذہب اور کلیسیا کا رنگ غالب تھا۔ کھرے اور کھوٹے کا معیار وہ اخلاق تھے یا اقدار۔ جن کا وہ مرتبہ ہوتا تھا جسے مذہب وضع کرتا تھا۔ روحن:

حکومت میں پوپ کی شخصیت اور کلیسیا کی عظمت ایک امر مسلمہ تھی۔ ترکی میں خلافت کا وقار ابھی زندہ تھا اور روس اور ہندوستان کے وسیع علاقوں میں بادشاہت بھی ایسے رنگ میں قائم تھی کہ مذہب اور مذہب کی گراں قدر شخصیتیں اس پر حاوی تھیں مگر عیسائیت کے عقائد کی بے یقینی' اعمال کی بے راہروی، اور عقیدت کے غلو نے یورپ کی فضا ایسی زہر آلود ہوئی کہ پوپ کا طلسم جو علاقائی حدود سے گزر کر دلوں پر قبضہ کر چکا تھا۔ آہستہ آہستہ زائل ہونا شروع ہوا اور انقلاب فرانس کے ساتھ ہی ایسی فضا قائم ہو گئی جس میں ہوشمند طبقہ یہ محسوس کرنے لگا کہ اب اگر ترقی ممکن ہے تو مذہب (جسے وہ کلیسیا سمجھتے تھے) کا بت توڑ کر ہی ممکن ہو سکتی ہے۔ چنانچہ انگلستان میں صنعتی انقلاب ہوا۔ اور روس میں صدیوں کی بادشاہت کا تختہ الٹ دیا گیا۔ ترکی میں خلافت کو بھی عہد پارینہ کی ایک فضول یادگار سمجھا گیا اور یورپ اور مشرق وسطیٰ کے اس ہمہ گیر صنعتی انقلاب کا اثر مشرق اور مغرب کو اس قدر متاثر کرنے لگا کہ وہ لوگ جو صدیوں سے روحانی بلندیوں کو ہی انسانیت کا شاہکار سمجھتے تھے اب رفتہ رفتہ سائنس اور صنعت و حرفت کی چکا چوند سے متاثر ہونے لگے اور روحانی گرفت انسانی اعمال پر کمزور پڑنے لگی

یہ انقلاب اصولاً کوئی خونی انقلاب نہیں تھا۔ گو بعض علاقوں میں اس کے نتیجے میں کچھ خون خرابہ بھی ہوا۔ مگر اس عالمگیر انقلاب کی تحریک جسم سے زیادہ روح کو متاثر کرنے والی تھی۔ گو یہ عجیب اتفاق ہے کہ وہ تحریک جو جگہ جگہ دماغ و روح کو شدید متاثر کر رہی تھی خود خالصتاً جسم اور مادے کی نشو و نما پر مبنی تھی۔ اس تحریک کا لب لباب فقط اس حقیقت پر مبنی تھا کہ انسانی عقل و تحقیق کا میدان نہایت وسیع ہے نیز یہ کہ جو وسیع ترین کائنات اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے وہ اس قابل ہے کہ انسان اس کی جستجو سے اس کے اندر پنہاں خزانوں کو دریافت کرے اور ان کی نعمتوں کو حاصل کرکے اس کی تحدیث و تمجید بیان کرے۔

سائنس اور علوم کی ترویج

(Renaissance) کی اصل غرض یہی تھی لیکن یہ تحریک، عیسائیت کی روایت پسندی کی خلاف ویسا ہی شدید ردعمل تھی جیسا کہ آج کے زمانے میں اشتراکیت، سرمایہ پرستی کے خلاف شدید ردعمل ہے دونوں کی بنیاد افراط و تفریط پر مبنی ہے۔ اگر عیسائی تمدن نے اپنی اندھی روایت پسندی میں انسانیت اور اخلاق کو تاریک گڑھے میں گرا دیا تو عقل نوازی کے سیلاب نے مادی نتیجہ اور مادی چکا چوند کے عالم میں انسانیت کے روحانی پہلو کو بالکل ہی اوجھل کر دیا پس لازمی تھا کہ اسی زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا نور پیدا ہوتا جو ایک طرف تو عیسائیت کے گمراہ کن عقائد کا بطلان ثابت کرکے اللہ تعالیٰ کی حقیقی وحدانیت کو قائم کرتا اور دوسری طرف اس مادہ پرستی کے طوفان کا کامل رد کرکے اسلام کی صحیح روح کو قائم کرتا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس صدی میں آئے اور آپ نے اسلام کی چمکتی ہوئی صداقت کو ادیان باطلہ کے مقابل ایسے طریق سے منکشف فرمایا اور قدوسیوں کی ایک ایسی جماعت پیدا فرمائی جس نے عیسائیت اور مغربیت کے دور افزوں الحاد کے سر پر ایسی ضرب کاری لگائی اور اپنے پاکیزہ عمل سے ثابت کیا کہ اسلامی طرزِ معاشرت کے مطابق زندگی ایسے طریق سے گزاری جا سکتی ہے۔ جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے تمام تقاضوں کو صحیح رنگ میں پورا کرتا ہو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی مغربیت کی رد اور اسلام فرمایا:

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ... آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیسے احمدی بنانا چاہتے ہیں

(از جناب مرزا عبد الحق صاحب)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔
"میں اپنی جماعت کو اعتبار سے ... مناسبت ہے وہ نادر کریم آپ لوگوں کو ... آخرت کے لئے ایسا تیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تیار کئے گئے تھے۔ خوب یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں۔ لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لئے ہے اور بدقسمت ہے وہ جس کا تمام ہم و غم دنیا کے لئے ہے ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو وہ عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے کیونکہ وہ اس خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۱ طبع دوم)

صحابہؓ کی سفر آخرت کی تیاری کے متعلق اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ذالک لمن خشی ربہ (سورہ البینۃ پارہ ۳۰) یعنی اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے یہ نتیجہ ہر اس شخص کے لئے پیدا کیا جاتا ہے جو اپنے رب کی حقیقی خشیت اپنے دل میں رکھتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی حقیقی خشیت رکھنا انسان کے دل اور اس کے اعضاء ... نالوں سے آتا ہے کہ اس کا کوئی قول ... کا کوئی فعل اللہ تعالیٰ کی مرضی کے ... نہیں رہتا اور وہ ایسے طور سے اپنے ... تعلق استوار کر لیتا ہے کہ اس کی ہر چیز کا ... اس کا رب ہی ہو جاتا ہے، صرف منہ سے ... واقعی اور حقیقی طور سے۔ تب اس کا خوف ... امیدیں اور اس کی محبت سب اسی سے وابستہ ... تی ہیں اور اس کا نفس اور دنیا اس کے راستہ ... سے ہٹ جاتے ہیں اور وہ پورے طور پر اپنے خدا کا ... ہو جاتا ہے اور اس کی سند رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ... اس کا ٹھہرتا ہے۔ یہی صحابہؓ کا حال تھا انہوں ... اللہ کی خاطر ایسی قربانیاں کیں کہ ان سے پہلے ... نہیں اور اس کے لئے وہ محبت کا قدم آگے بڑھایا ... جو ... نہ بڑھا سکے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا عبادت میں شغف کا ... عالم تھا کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ ... متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ... اطلاع ملی کہ وہ کہتے ہیں کہ جب تک زندہ رہیں ... ہمیشہ روزہ رکھیں گے اور رات نوافل ... ادا کریں گے۔ حضورؐ نے ان کو بلا کر پوچھا۔ ... انہوں نے عرض کیا کہ یہ درست ہے۔ حضورؐ نے فرمایا تم اس کی طاقت نہیں رکھ سکتے اس لئے تم روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو۔ اور آرام بھی کرو اور نوافل کے لئے کھڑے بھی ہو۔ اور ہر مہینہ میں تین روزے رکھ لیا کرو اس لئے کہ نیکی کا دس گنا ثواب ملتا ہے اور یہ ہمیشہ روزہ رکھنے کی طرح ہو جائے گا۔ انہوں نے عرض کیا کہ وہ اس سے زیادہ کی طاقت رکھتے ہیں۔ فرمایا اچھا ایک دن روزہ رکھ لیا کرو اور دو دن افطار کیا کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ وہ اس سے زیادہ کی طاقت رکھتے ہیں۔ فرمایا پھر ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو کہ یہی داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے جو افضل ترین ہے۔ اس پر بھی حضرت عبد اللہ نے عرض کیا کہ وہ اس سے زیادہ کی طاقت رکھتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا اس سے زیادہ نہیں۔ جب حضرت عبد اللہؓ بوڑھے ہو گئے تو کہتے تھے کہ کاش وہ مہینے میں تین روزوں کو ہی قبول کر لیتے۔ مگر جس چیز کا عہد حضورؐ کی موجودگی میں کیا تھا اس کو چھوڑنے میں شرم محسوس کی اور اسے ہی جاری رکھا۔ ایک روایت میں تلاوت قرآن کریم کے متعلق بھی ہے کہ سات دن میں ایک مرتبہ ختم کر لیا کرو۔ اس سے زیادہ نہیں۔ اور نماز کے متعلق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین نماز حضرت داؤد علیہ السلام کی تھی۔ کہ وہ آدھی رات سوتے تھے اور تیسرا حصہ رات نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے اور پھر چھٹا حصہ رات سو جاتے تھے۔ (بخاری و مسلم کی روایات کا خلاصہ)

یہ اس شخص کا حال تھا جو مصر کے فاتح اور گورنر کا لڑکا تھا۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے صاحبزادے کا حال ان سے بھی زیادہ دلچسپ تھا۔ بہت عبادت گزار اور بہت بڑے عالم اور زاہد اور متقی اور پرہیزگار تھے۔ کبھی ذرہ بھر بھی دنیا کی طرف مائل نہ ہوتے۔ یہی حال عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تھا۔ اور باقی صحابہؓ کا بھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا کی طرف ایسے جھک گئے کہ دنیا ان کی نگاہ میں ذلیل ہو گئی۔

ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا ان میں ایسا شوق تھا کہ ایک مرتبہ مہاجرین میں سے غریب لوگ جمع ہو کر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ مالدار سارے بلند درجے لے گئے۔ اور ہمیشہ کی رہنے والی نعمتیں ان کے حصہ میں آگئیں وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ جیسا کہ ہم پڑھتے ہیں۔ اور روزہ رکھتے ہیں جیسا کہ ہم رکھتے ہیں۔ اور ان کے پاس مالوں کے اعتبار سے زیادتی ہے چنانچہ وہ حج بھی کرتے ہیں۔ اور جہاد بھی۔ اور خیرات بھی دیتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ میں تم کو ایسی چیز بتلاؤں کہ تم اس پر عمل کرکے اپنے سے پہلوں کو پکڑ لو اور بعد والوں سے آگے بڑھتے رہو۔ اور کوئی شخص تم سے اس وقت تک افضل نہ ہو۔ جب تک کہ وہ بھی یہی نہ کرے۔ صحابہؓ نے عرض کیا فرمایئے یا رسول اللہ حضورؐ نے فرمایا۔ ہر نماز کے بعد ۳۳، ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھا کرو۔ (یہاں تک بخاری اور مسلم دونوں میں ہے۔ اس سے آگے مسلم میں ہے) فقراء پھر دوبارہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی یہ سن لیا اور وہ بھی اسی طرح کرتے ہیں (اور وہ پھر آگے ہو گئے) حضورؐ نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم مسجد میں جا کر نمازیں ادا کرنے کے اتنے پابند تھے کہ منافق کے سوا کوئی پیچھے نہ رہتا تھا۔ اور بعض حضرات کو تو دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں لایا جاتا (ان کے بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے) اور صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔ (مسلم)

صحابہؓ کے انقطاع عن الدنیا کی یہ حالت تھی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اصحاب صفہ میں سے ستر آدمیوں کو دیکھا کہ ان میں سے کسی ایک شخص کے پاس بھی چادر نہ تھی۔ صرف ایک تہ بند یا ایک کملی ہوتی۔ جس کو انہوں نے اپنی گردن میں باندھ رکھا ہوتا۔ ان میں سے بعض تہ بند پنڈلیوں تک تھے۔ اور بعض ٹخنوں تک۔ اور وہ اپنے تہ بند کو ہاتھ سے پکڑا رہتا تاکہ شرمگاہ ننگی نہ ہو۔ (بخاری)

اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کی ان میں ایسی حرص تھی کہ اس کی وجہ سے مال کی محبت ختم ہو چکی تھی۔ مدینہ میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ مالدار تھے۔ اور ان کو اپنا باغ بیرحاء سب سے زیادہ پسند تھا۔ جو مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی اس میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور اس کا ٹھنڈا اور عمدہ پانی پیتے تھے۔ جب آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ (یعنی تم نیکی کو ہرگز نہیں پا سکتے جب تک تم خدا تعالیٰ کے لئے وہ چیزیں خرچ نہ کرو جو تمہیں بہت محبوب ہوں) نازل ہوئی تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ اور مجھکو اپنے مال میں سے بیرحاء باغ سب سے زیادہ پسند ہے۔ اس لئے اس کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دیتا ہوں۔ آپ اسے جس طرح چاہیں خرچ فرمائیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ تو بڑا قیمتی اچھا مال ہے۔ تمہاری بات میں نے سن لی ہے۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اپنے اقرباء کو یہ مال دے دو۔ (تا ان کا گذارہ بھی اچھا ہو جائے) چنانچہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا (بخاری مسلم)

حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کا حال ان سب سے بالا تھا۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے سب خوبیوں کو جمع کیا تھا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی قربانیوں اور قرب الٰہی کے لئے جدوجہد اور دنیا سے بے نیازی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بے مثال فتوحات عطا فرمائیں۔ اور ان کو سب اقوام کے اوپر غالب کیا۔ کفر کے مقابلہ میں ایک مضبوط چٹان کی طرح ہو گئے جن پر کفر کسی طور سے بھی اثر انداز نہ ہو سکا اور آپس میں بھی وہ نہایت درجہ شفقت کرنے والے اور اپنے بھائیوں کی غلطیوں کو معاف کرنے والے ہو گئے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا:۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُۥٓ أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَىٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَٰنًا ۖ سِيمَاهُمْ فِى وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ ٱلسُّجُودِ۔

(سورۃ الفتح پارہ ۲۶)

(باقی صفحہ ۵ پر)

حضرت مصلح موعودؓ حسن و احسان میں حضرت مسیح موعودؑ کے نظیر تھے

فضل عمر فاؤنڈیشن کا مقصد اس حسن و احسان کی چمکار کو قائم رکھنا ہے

دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضورؓ کے حسن و احسان کو قیامت تک زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے

نوٹ: حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۶ اگست ۶۶ء بروز منگل بعد نماز عصر فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ کی عمارت کی بنیاد رکھتے ہوئے جو خطاب فرمایا وہ درج ذیل ہے:۔
خاکسار محمد صادق انچارج صیغہ زود نویسی

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

دو دن سے شدید انفلوائنزا کی تکلیف کی وجہ سے میرا گلا قریباً بیٹھا ہوا ہے۔ لیکن جیسا بھی ہے مجھے اسے استعمال کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کے متعلق الہاماً بتایا تھا کہ

"وہ حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا"

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یہ بنیادی صفت ہے جس کے بیسیوں نتیجے صحیح اور صحیح تفسیر ہم کر سکتے ہیں۔ اس وقت صرف ایک نکتہ کی طرف میں اپنے بھائیوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ اس الہام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ بتایا گیا کہ وہ جماعت جو آسمان سے وحی کے ذریعہ تیرے گرد اکٹھی کی جائے گی جس قدر محبت اور [illegible] عقیدت اسے تیرے ساتھ ہوگی اسی قسم کی والہانہ عقیدت اور محبت مصلح موعود کے ساتھ ہوگی۔ کیونکہ محبت کا تعلق حسن واحسان کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔

حسن ظاہری بھی ہوتا ہے اور باطنی بھی۔ ظاہری حسن سے حضور مالا مال تھے لیکن ظاہری حسن ایک عارضی چیز ہے جو اس دنیا میں ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں باطنی حسن دائمی زندگی رکھنے والا ہوتا ہے اور احسان بھی ایک دائمی بقا اپنے اندر رکھتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو کچھ بتایا گیا اس کی عملی تفسیر ہمیں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی باون سالہ تاریخ خلافت

میں نظر آتی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جب تک اللہ تعالیٰ اس جماعت کو زندہ رکھے گا اور اس کی روحانیت قائم رہے گی، محبت کی وہ کیفیت بھی جماعت کے دل میں موجود اور موجب برکت رہے گی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو جو باطنی حسن اللہ تعالیٰ نے عطا کیا اس کا ایک اظہار تو ان ظاہری اور باطنی علوم سے ہوتا ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً سکھائے اور جنہیں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آپ نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ پھر دنیوی مسائل اور الجھنوں کو سلجھانے کے لئے بھی آپ نے بہت کچھ کہا اور لکھا کہ مخالف بھی آپ کے حسن کا گرویدہ ہو کر اس کی تعریف کرنے پر مجبور ہوا۔

اور

باطنی علوم تو اس کثرت سے ہیں

کہ ان کا شمار ہی نہیں ہو سکتا۔ مثلاً قرآن کریم کی تفسیر ہی کو لیں جب یہ کم و بیش آٹھ اور دس ہزار صفحات آپ نے لکھے جس کا بڑا حصہ تفسیر کبیر کی شکل میں ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ اور جس کا چھوٹا سا حصہ

Introduction to the Holy Quran

میں ہے جو قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کے شروع میں ہے اور جو دیباچہ تفسیر القرآن کے نام سے اردو میں بھی چھپ چکا ہے۔ یہ اتنی زبردست تالیف ہے کہ ایک دفعہ

ایک بڑا امریکن آفیسر

جو حکومت کے کسی کام کے لئے یہاں آرہا تھا۔ اس نے اپنی ایمبیسی کو یہاں (پاکستان میں) کہلا بھیجا کہ میرے پروگرام میں ربوہ جانے کا پروگرام بھی ضرور بنایا جائے۔ یہاں کی ایمبیسی نے خیال کیا کہ اتنا بڑا آفیسر ہے، چھوٹے سے قصبہ میں جائے گا تو اسے تکلیف ہوگی۔ غالباً اسے کو امریکہ میں ربوہ کے متعلق صحیح معلومات نہیں پہنچائی گئیں۔ اس لئے ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی ہے۔ اس خیال سے انہوں نے اس کے پروگرام میں ربوہ آنے کا پروگرام شامل نہ کیا۔

جس وقت وہ پاکستان پہنچا اور اپنا پروگرام دیکھا تو اس نے کہا کہ میں نے ربوہ کا پروگرام بنانے کے لئے کہا تھا وہ آپ نے اس پروگرام میں شامل نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ وہ چھوٹی سی جگہ ہے آپ کا وہاں جانا مناسب نہیں۔ تکلیف کا باعث ہوگا۔ اس نے کہا نہیں میں نے جو حکومت کی طرف سے یہ کام کرنا قبول کیا ہے کہ پاکستان جاؤں گا تو صرف اس لئے کیا ہے کہ میں ربوہ جانا چاہتا تھا اور حضرت صاحب سے ملنا چاہتا تھا۔ اگر میرے دل میں یہ خواہش نہ ہوتی تو میں اس کام کو قبول ہی نہ کرتا اور یہاں نہ آتا۔ غرض اس نے اس پروگرام میں

ربوہ آنے کا پروگرام

بھی رکھ لیا۔ چنانچہ وہ یہاں آیا اور حضور رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس دیباچہ قرآن کے متعلق اس نے اپنے زاویہ نگاہ سے باتیں کیں اور ایک قسم کا شکوہ کیا کہ آپ نے اس میں عیسائیت کے خلاف بڑا سخت مضمون لکھا ہے۔ حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عیسائیت حملہ آور ہے اور ہم نے اس کے مقابلہ میں کوئی سختی نہیں کی۔ پھر اس میں کوئی غلط بات نہیں ہے۔

بہرحال اس دیباچہ قرآن نے اس قسم کا اثر دنیا میں پیدا کیا۔

ازہر یونیورسٹی

رجامعہ ازہر) کا ایک رسالہ ہے۔ چند سال ہوئے اس میں اس دیباچہ کے متعلق ایک بڑا تفصیلی اور تنقیدی نوٹ شائع ہوا۔ مضمون نگار نے اس مضمون کے شروع میں لکھا کہ میں نے جماعت احمدیہ کا شائع کردہ یہ ترجمہ قرآن بڑے غور سے دیکھا کہ معلوم کروں کہ آیا یہ جماعت غیر ممالک میں وہ چیزیں پیش کر رہی ہے جو اختلافی ہیں اور ہم ان سے ان باتوں میں اتفاق نہیں رکھتے یا اسلام کے بنیادی اصول اور بنیادی صداقتیں پیش کر رہی ہے اور میں نے اسے بڑی تنقیدی نگاہ سے دیکھا ہے۔

اس کے بعد اس نے

"دیباچہ" پر بڑا لمبا اور مفصل نوٹ دیا

جو سب اس کی تائید میں تھا لیکن آخر میں اس نے لکھا کہ اس دیباچے کے آخر میں جو نوٹ ہے (جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہے۔ اور اس میں آپ کی صداقت کو بیان کیا گیا ہے) اگر یہ نوٹ اس میں سے نکال دیا جائے تو دنیا کے لئے یہ بہت مفید کتاب ثابت ہو سکتی ہے۔

خیر وہ تو اس بیچارے کو پتہ نہیں کہ جس سرچشمہ سے سب کچھ لیا گیا ہے اس کو نکالا جا ہی نہیں سکتا۔ یہ ناممکن بات ہے۔ بہرحال یہ اس کا تأثر ہے۔

پس اس دیباچہ نے عیسائی دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا حالانکہ یہ ایک چھوٹی سی تالیف ہے بمقابلہ دیگر کتب یا لٹریچر کے۔

پس

علوم باطنی کی فراوانی اور کثرت

جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی وہ آپ کے حسن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نظیر ہونے پر ایسی قوی شہادت ہے کہ جس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا خواہ وہ کتنا ہی متعصب کیوں نہ ہو لیکن اس کے کروڑوں دل سے ایک چیز [illegible]

اور زبان پر اسے لانے کے لئے تیار نہ ہوں لیکن دل ہر ایک کا مانے گا کہ حسن باطنی یعنی علوم باطنی و دینوی ہوں یا دینیا ان میں اللہ تعالیٰ کا بے شمار فضل آپ پر نازل ہوتا ہے۔

حُسن باطنی جو ہے

وہ اخلاقِ فاضلہ سے ظاہر ہوتا ہے یعنی وہ تمام اخلاق اور صفات جن کا بیان قرآن کریم میں پایا جاتا ہے یا جو اللہ تعالیٰ کی صفات کے نام سے موسوم ہو کر امت مسلمہ کے سامنے رکھی گئی ہے۔ ان اخلاق میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو ایک بڑا بلند اور ارفع مقام عطا کیا ہے۔ جن لوگوں کو ذاتی طور پر آپ سے واسطہ پڑا ان میں سے ہر ایک اس بات کا شاہد ہوگا کہ ان کی تعداد ہزاروں اور لاکھوں تک پہنچی ہوئی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

حُسن کی ایک بڑی عجیب تعریف

کی ہے اور یہی صحیح تعریف اور اسلامی تعریف ہے۔ اور وہ یہ کہ جب اخلاقِ حسنہ عملی میدان میں ظاہر ہوں تو وہی حسن احسان بن جاتا ہے یعنی جب تک وہ اس ذات کے اندر رہیں وہ حسن کی شکل میں ہوتے ہیں اور جب وہ دوسروں پر اثر انداز ہونے لگیں اور ظاہر ہونے لگ جائیں اور لوگ ان سے اپنی اپنی استعداد کے مطابق فائدہ حاصل کرنے لگ جائیں تو وہی حسن دنیا پر احسان کے رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں بھی جس احسان کی اللہ تعالیٰ نے حضور رضی اللہ عنہ کو توفیق دی۔ جماعت پر نہ صرف جماعت پر بلکہ ان لوگوں پر بھی جنہوں نے ساری عمر نہایت مخالفانہ طریق سے آپ کی شدید مخالفت کی۔ اس کی نظیر نہیں ملتی۔

مثالیں بھی اس سے نہیں دے سکتا کہ حضور رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں یہ پسند نہیں فرماتے تھے کہ ان باتوں کو ظاہر کیا جاتا تھا اپنے اور پرائے سب پر اس احسان کے نتیجے دیتے تھے میں

ایک بہت بڑے کشمیری لیڈر تھے

چند مہینے کا عرصہ ہوا ان کی مجھ سے ملاقات ہوئی۔ باتوں باتوں میں ان کے منہ سے بے اختیار نکلا کہ سیاست میں بڑی ناشکری بھی کرنی پڑتی ہے۔ میں نے سمجھا کہ ان کے دل پر حضرت

مصلح موعودؓ کے احسانوں کا اثر ہے جس کے نتیجہ میں بے اختیار ہو کر ان کے منہ سے یہ فقرہ نکلا ہے۔ وہ خود دعا نہ کرنا چاہتے تھے اور شاید کر بھی نہ سکتے تھے کیونکہ وہ جذباتی ہو چکے تھے۔ لیکن

یہ ایک حقیقت ہے

کہ صرف انہوں نے ہی نہیں بلکہ غیروں نے بھی حضور رضی اللہ عنہ کے احسان کے شاندار مظاہروں کا مشاہدہ کیا ہے اور اس طرح عملاً یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو پورا فرمایا کہ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ یعنی کوئی شخص اس دنیا کا، اس زمانہ کا حسن میں بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔

یہ "فضلِ عمر فاؤنڈیشن"

جو حضور (رضی اللہ عنہ) کی یاد میں اور حضور کو ثواب پہنچانے کے لئے قائم کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا مقصد بھی "وہ حُسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا" ہونا چاہیئے۔ اور عمل بھی اسی کے مطابق ہونا چاہیئے کہ جس طرح دُنیا نے اس حُسن کی چمکار دیکھی اس چمک کو اس فاؤنڈیشن کے ذریعہ دُنیا میں قائم کر دیں اور ان علومِ ظاہری اور علومِ باطنی کی اشاعت کی ایک حد تک ذمہ داری ہیں کہ جن علومِ ظاہری اور باطنی سے آپ کو پُر کیا گیا تھا اور اپنے عملی پروگرام اس قسم کے بنائیں کہ جن میں حضور رضی اللہ عنہ کے احسانوں کی یاد ہو اور وہ یاد تازہ رکھی جائے

اس وقت ہم "فضلِ عمر فاؤنڈیشن" کے ایک مستقل دفتر کی بنیاد رکھنے اور دعا کرنے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ مجھے بارہا خیال آیا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا ہے کہ ساری زمین میرے لئے مسجد بنائی گئی ہے۔ اس میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ

ہر عمارت بناتے ہوئے

اسی حقیقت کو سامنے رکھنا چاہیئے۔

لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ (اس آیت کی مفصل تفسیر تو میں بیان نہیں کروں گا کیونکہ زیادہ دیر ہو جائے گی) بہرحال

یہ دُعا کرنی چاہیئے

کہ پہلے دن سے ہی ہماری نیتیں اور ہمارے عمل ایسے ہوں جو خدا تعالیٰ کی نگاہ میں تقوےٰ کے تمام اصولوں کو قائم کرنے والے اور تقوےٰ کی تمام باریک راہوں پر چلانے والے ہوں اور کوئی ایسا فعل اور حرکت ہم سے سرزد نہ ہو کہ جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی اور تقوےٰ کی راہوں سے بھٹکی ہوئی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا کرے۔ اور ہمیں حضور رضی اللہ عنہ کی صفت "حسن و احسان" کو قیامت تک زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عمارت کی بنیادی اینٹ رکھی اور لمبی دعا فرمائی۔ اس طرح یہ تقریب مبارک اختتام پذیر ہوئی۔

(الفضل مورخہ ۲ ۹/۶۶)

ارشادِ سیدنا حضرت اقدس فضلِ عمر رضی اللہ عنہ

ابتداء سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام قربانیوں کی تحریک بار بار کرتے رہے ہیں۔ یہ کوئی نئی تحریک نہیں جو آپ لوگوں سے کی جاتی ہے یا یہ کہ یہ وقف جدید کی تحریک بھی کوئی نئی تحریک نہیں جو آج ہم آپ سے کر رہے ہیں۔ اس تحریک کا خدا تعالیٰ کے فضل سے نواں سال گزر رہا ہے اس سلسلہ میں سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "وقف جدید کے کارکن بہت اچھا کام کر رہے ہیں اشاعت اسلام کے کام کے لئے جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ ہے جذبہ۔ وقف جدید والوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ اشاعتِ اسلام کے لئے اتنی علم کی ضرورت نہیں جتنا یہ امر ضروری ہے کہ انسان میں جذبہ موجود ہو حقیقت یہ ہے کہ وہ اس بارہ میں بعض مبلغوں سے بھی بڑھ گئے ہیں"۔

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:۔

"یہ تحریک صرف اس شخص کے لئے ہے جو خدا تعالیٰ کے دین کے لئے قربانی کرنا اپنے لئے برکت اور احسان اور فضل سمجھتا ہے جو سب کچھ دینے کے باوجود یہ یقین رکھتا ہے کہ اس نے خدا اور اس کے دین پر احسان نہیں کیا بلکہ خدا نے اس پر احسان کیا ہے کہ اسے خدمت کی توفیق بخشی۔ پس ہر وہ شخص جو کہتا ہے کہ اس تحریک میں شمولیت اس کے لئے بوجھ ہے میں اسے کہتا ہوں کہ تم چپ رہو جب تک خدا تعالیٰ تمہارے ایمان کو درست نہ کر دے اس وقت تک تم ایک پائی بھی نہ دو اور پھر دیکھو خدا اس سلسلہ کے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہے"۔

چونکہ وقف جدید کے مالی سال کے آٹھ ماہ گزر گئے ہیں جن جماعتوں نے اسے تک وعدے نہیں بھجوائے ہیں وہ اپنی جماعت کے وعدوں کے ساتھ ادائیگی کر کے اپنی گذشتہ کوتاہیوں کا اس رنگ میں ازالہ فرما دیں۔

دفتر کی طرف سے کوشش کی جا رہی ہے کہ آخر اکتوبر تک جن جماعتوں کے چندہ وقف جدید سو فیصدی وصولی کی اطلاع موصول ہو گی ان جماعتوں کے صدر یا سیکرٹری مال کے نام برائے دعا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش کر دیئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب احباب کو اس سلسلہ میں تندہی کے ساتھ کام کرنے کی توفیق بخشے۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

دعائے مغفرت۔ مکرمی مولوی غلام محمد صاحب درویش کی اہلیہ مسماۃ سیدہ بیگم صاحبہ دیو درگ میں مورخہ ۲۸ ۸/۶۶ کو بقضاء الٰہی وفات پا گئیں مرحومہ موصیہ تھیں اور چند خوردسالہ بچے اپنی یادگار چھوڑ گئیں۔ احباب مغفرت کی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے۔ آمین۔

(ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیسے احمدی بنانا چاہتے ہیں

(بقیہ صفحہ ۲)

یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کفار کے مقابلہ میں شدید ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں تو ان کو دیکھتا ہے رکوع کرتے ہوئے اور سجدے کرتے ہوئے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضامندی کی تلاش میں رہتے ہیں ان کی شناخت یہ ہے کہ ان کے چہروں پر سجدوں کے نشان ہیں۔

اشداء جمع ہے شدید کی جس کے معنے ہیں بہادر، طاقتور، بلند، قابل اعتماد اور شیر۔ یعنی وہ کفار کے مقابلہ میں نہایت درجہ بہادر اور طاقتور اور بلند اور شیر کی طرح ہیں۔ وہ کفار سے کسی طور سے بھی شکست نہیں کھاتے۔ اور ان کے افعال اور عادات سے متاثر نہیں ہوتے۔ اور ان سے بلند و بالا ہیں۔

رحماء جمع ہے رحیم کی۔ رحیم کے معنے ہیں اس شخص کے لئے رقیق القلب ہوا، اس پر شفقت کی، اس پر مہربانی کی اور اس کی غلطیوں کو معاف کیا۔ یعنی وہ ایک دوسرے کے لئے نہایت درجہ نرم دل رکھتے، اور ایک دوسرے سے شفقت اور مہربانی کا سلوک کرتے ہیں اور اپنے بھائیوں کے قصوروں کو معاف کرتے ہیں۔ جہاں ایک طرف وہ اس قدر سخت ہیں دوسری طرف اس قدر نرم دل ہیں۔ اور ان کے چہروں سے ہی نظر آتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے انتہائی فرمانبردار ہیں۔

ان کی یہ تعریف ہے جو اس خدا نے فرمائی ہے جس کی نظر انسان کے پاتال تک ہوتی ہے۔ اور وہ اس کے ظاہر اور باطن کو سب سے زیادہ جانتا ہے اگر وہ خالص خدا کے نہ ہو چکے ہوتے اور دنیا کو کامل طور پر اس پر قربان نہ کر چکے ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس تعریف کے مستحق نہ ٹھہرتے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے وہی رنگ دیا جو آپ کے پیشوا اور محبوب حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو اس نے دیا تھا۔ ان کو اس طرح سے عبادتِ الٰہی میں شغف اور تقویٰ و طہارت اور علوم دیئے گئے اور اس طرح سے انقطاع عن الدنیا بخشا گیا۔ یہاں تک کہ اس دوسرے گروہ صحابہ کی پہلے گروہ سے تفریق کرنی مشکل ہے اور اس طرح سے اللہ تعالیٰ کی یہ بات پوری ہوئی کہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ (سورہ جمعہ)

یعنی صحابہؓ کے لمبا عرصہ گزرنے کے بعد پھر ایک صحابہ جیسا گروہ پیدا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے واس لئے جب وہ کسی میں کوئی خوبی پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کے راستے میں کوئی روک نہیں اور وہ اپنی حکمت کے ماتحت جب چاہتا ہے خوبیاں پیدا کرتا ہے، یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ وہ بڑے فضل والا ہے۔

تابعین کا اسوہ حسنہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین میں بھی اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے عبادت گذار، متقی، پرہیزگار اور علم و فضل حاصل کرنے والے پیدا کئے جو صحابہ کے رنگ میں رنگین اور بہت حد تک صحابہؓ کی خوبیوں کو اپنے وجود میں [illegible] والے ہوئے۔ تاریخ کی کتب میں تابعین کے حالات محفوظ ہیں جن کی تعداد ہزاروں تک ہے لیکن میں ان میں سے بطور نمونہ چند کے حالات پیش کرتا ہوں جو مستند تواریخ میں لکھے گئے ہیں تا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ و تابعین کے لئے نافع ہونے کا موجب ہوں۔

ابراہیم تیمی کوفہ کے رہنے والے تھے ان کا امتیازی وصف ان کا زہد و تقویٰ تھا بہت روپیہ کمایا لیکن دنیا سے آلودہ نہ ہوئے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ وہ بڑے عابد و زاہد تھے اور فاقہ کشی پر ان کو بڑی قدرت تھی۔ ان کا مشہور قول ہے کہ علم کا نتیجہ خشیت الٰہی اور جہل کا نتیجہ عمل پر غرور ہوتا ہے۔ اور طمع انسان کو بدکرداریوں پر آمادہ کرتی ہے۔

ابراہیم نخعی بھی کوفہ کے رہنے والے تھے علم و فضل کے لحاظ سے ممتاز ترین تابعین میں شمار ہوتے ہیں فقہ میں کمال رکھتے تھے۔ سب علماء نے اسے تسلیم کیا ہے۔ نہایت عابد و زاہد و متورع تھے۔ راتوں کی تنہائی میں عبادت کرتے تھے۔ حلیہ کا بیان ہے کہ جب لوگ سو جاتے تھے اس وقت ابراہیم ایک عمدہ حلہ پہن کر خوشبو لگا کر مسجد چلے جاتے تھے پھر صبح تک وہیں رہتے۔ عبادت کے اثر سے بالکل چور اور خستہ ہو جاتے تھے۔ عزلت نشین اور سادہ مزاج اور نہایت درجہ متواضع اور خاکساری رکھتے تھے۔ ۹۶ھ میں قریباً پچاس سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ایمان کے بعد سب سے بڑی دولت تکلیفوں پر صبر ہے۔

اسود بن یزید۔ یہ بھی کوفہ کے تھے۔ تابعین میں آٹھ بزرگ زہد و عبادت میں زیادہ ممتاز اور مشہور تھے۔ ان میں سے ایک یہ تھے۔ نماز آپ کا سب سے زیادہ دل پسند مشغلہ تھا۔ سات سو نوافل روزانہ پڑھتے تھے۔ نماز ہمیشہ اول وقت پر ادا کرتے تھے کسی کام میں بھی ہوتے اس کو فوراً چھوڑ دیتے۔ روزے بھی بہت رکھتے تھے عبادت شاقہ کی وجہ سے ایک آنکھ جاتی رہی۔ قرآن کی تلاوت بھی بہت کرتے تھے۔ رمضان کے مہینے میں قرآن کا ورد بہت بڑھ جاتا۔ مغرب اور عشاء کے درمیان سو رہتے اور اس کے بعد اٹھ کر ساری رات قرآن پڑھتے اور دو راتوں میں ایک قرآن ختم کر دیتے۔ ۷۵ھ میں وفات پائی۔ مرض الموت میں بھی اپنے بھانجے ابراہیم نخعی کا سہارا لے کر قرآن پڑھتے تھے۔ یہ کوشش کی کہ مرتے وقت آخری کلمہ لا الٰہ الا اللہ منہ سے نکلے۔

اویس قرنی۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ موجود تھے لیکن حضور کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اویس تمہارے پاس آئے گا۔ اس کے جسم پر برص کے داغ سب مٹ چکے ہیں۔ صرف ایک درہم کے برابر داغ باقی ہے۔ اس کی ماں بھی ہے جس کی وہ خدمت کرتا ہے۔ جب وہ خدا کی قسم کھاتا ہے تو خدا اس کو پورا کرتا ہے اگر تم اس کی دعائے مغفرت لے سکو تو لے لینا۔ (مسلم) چنانچہ جب وہ حضرت عمرؓ کو ملے تو حضرت عمرؓ نے دعا کی درخواست کی اور اویس نے دعا کی۔ اویس اپنے آپ کو دنیا سے چھپانے کے لئے نہایت خستہ حال رہتے تھے۔ اکثر بدن ڈھانکنے کے لئے بھی کپڑا نہ ہوتا تھا۔ ہرم بن حیان ایک اہل دل تابعی اویس کی تلاش میں گئے۔ فرات کے کنارے پر انہیں ملے اور فوراً پہچان گئے کہ یہی اویس ہیں۔ ان دونوں کی گفتگو بہت دلچسپ ہے۔ بالآخر ہرم ابن حیان نے کہا کہ میرے لئے دعا فرمایئے اور کچھ وصیت کیجئے تاکہ میں ان کو ہمیشہ یاد رکھوں۔ اویس نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ کر چیخ مار کر رونے لگے۔ اور فرمایا میرے رب کا ذکر بلند ہے۔ سب سے زیادہ حق اس کا قول ہے۔ سب سے زیادہ سچی بات اس کی بات ہے۔ سب سے زیادہ اچھا اس کا کلام ہے۔ یہ کلمات فرما کر خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ سے ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ تک تلاوت کر کے چیخ مار کر ایسے خاموش ہوئے کہ گویا بے ہوش ہو گئے۔ اور باتوں کے بعد آخر میں کہا کہ موت کو یاد رکھنا اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے غافل نہ ہونا۔ انہوں نے جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں شہادت پائی۔ بہت زیادہ عبادت کرنے والے بزرگ تھے۔

یہ تھے وہ لوگ جنہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کیا۔ اور سفرِ آخرت کی تیاری میں وہ کچھ کیا کہ دل اسے دیکھ کر وجد میں آ جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اپنی جماعت کو صحابہ ایسا ہی دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور اس کے لئے آپ نے تڑپ تڑپ کر جماعت کو نصیحتیں فرمائی ہیں۔ کشتی نوح تو ساری اسی غرض کے لئے ہے لیکن باقی کتابیں بھی ان سے بھری پڑی ہیں اور اسی طرح ملفوظات میں بھی حضور نے بہت کچھ فرمایا ہے۔ چند ایک اقتباسات بیان کئے جاتے ہیں۔

۱۔ "اے سعادت مند لوگو تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے۔ تم خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو نہ آسمان میں سے نہ زمین میں سے۔ خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں۔ سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہو جاؤ۔ انسان کے نفس امارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں۔ مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔ سو تم دل کے مسکین بن جاؤ۔ عام طور پر بنی نوع کی ہمدردی کرو۔

جب کہ تم انہیں بہشت دلانے کے لئے وعظ کرتے ہو۔ سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہو سکتا ہے اگر تم اس چند روزہ دنیا میں ان کی بدخواہی کرو۔ خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجا لاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے کیونکہ انسان کمزور ہے۔ ہر ایک بدی جو دور ہوتی ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی قوت سے دور ہوتی ہے اور جب تک انسان خدا سے قوت نہ پاوے کسی بدی کے دور کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اسلام صرف یہ نہیں کہ رسم کے طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر جائیں اور خدا اور اس کے احکام ہر ایک پہلو کی رو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں۔

اے میری عزیز جماعت یقیناً سمجھو کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے اور ایک صریح انقلاب نمودار ہو گیا ہے۔ سو اپنی جانوں کو دھوکہ مت دو۔ اور بہت جلد راستبازی میں کامل ہو جاؤ۔ قرآن کریم کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اس سے روشنی حاصل کرو۔ اور حدیثوں کو بھی ردی کی طرح مت پھینکو کہ وہ بڑی کام کی ہیں۔ اور بڑی محنت سے ان کا ذخیرہ تیار ہوا ہے۔ لیکن جب قرآن کے قصوں سے حدیث کا کوئی قصہ مخالف ہو تو اس حدیث کو چھوڑ دو تا گمراہی میں نہ پڑو۔ قرآن شریف کو بڑی حفاظت سے خدا تعالیٰ نے تمہارے تک پہنچایا ہے سو تم اس پاک کلام کی قدر کرو۔ اس پر کسی چیز کو مقدم نہ سمجھو کہ تمام راست روی اور راستبازی اسی پر موقوف ہے۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴ طبع دوم)

(کشتی نوح از حضرت مسیح موعود علیہ السلام) [غیر واضح]

رکیا:- سوا ے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہو گی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہو گا۔ ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ زمین تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا۔ سو تم اس کو مت چھوڑو۔ اور ضرور ہے کہ تم دکھ دیئے جاؤ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو۔ اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ نیک عمل دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ ہر ایک جو تم میں سست ہو جائے گا وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائے گا اور حسرت سے مرے گا اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ دیکھو میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے اگرچہ سب اسی کی مخلوق

فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ میں حصہ لینے والے دوستوں کی آٹھویں فہرست

اس سے قبل ازیں حضرت فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ کی بابرکت تحریک میں حصہ لینے والے احباب کی سات اسماء وار فہرستیں اخبار بدر میں شائع کروائی جا چکی ہیں مندرجہ ذیل آٹھویں فہرست میں نئے وعدہ جات کے علاوہ بعض ایسے دوستوں کے نام بھی دوبارہ شائع کروائے جا رہے ہیں جنہوں نے اپنے سابقہ وعدوں میں معقول اضافوں کی اطلاع بھجوائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان جملہ مخلصین کی قربانی کو قبول فرمائے۔ اور ان کا بہترین اجر بخشے۔ آمین

گزشتہ ماہ کے آخر تک تمام وصول ہونے والے وعدوں اور وصولی کی اسماء وار فہرست حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بغرض دعا پیش کی جا چکی ہے آئندہ وعدوں اور وصولی کی فہرست اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں بھی بھجوائی جائے گی۔ ناظر بیت المال قادیان

نام	مقام	رقم
بجانب فرم ایم موسیٰ رضا صاحب	بنگلور	۱۰۰۰/-
مکرم بی۔ ایم بشیر احمد صاحب	،،	۲۰۰/-
،، ڈاکٹر محمد حسین صاحب	،،	۲۵/-
،، محمد امام صاحب	،،	۱۵/-
،، محمد حسین صاحب مرحوم والد محمد امام صاحب		۵/-
محترمہ خواجہ بی بی صاحبہ والدہ	،، ،،	۵/-
عزیزہ امۃ السمیع صاحبہ بنت	،، ،،	۵/-
سیدہ نسیم النساء بیگم صاحبہ زوجہ	،، ،،	۵/-
عزیز محمد احمد صاحب ابن	،، ،،	۵/-
،، مسعود احمد صاحب	،، ،،	۵/-
،، مسرور احمد صاحب	،، ،،	۵/-
،، داؤد احمد صاحب	،، ،،	۵/-
،، ظفر احمد صاحب	،، ،،	۵/-
عزیزہ امۃ الرحیم صاحبہ بنت	،، ،،	۵/-
،، امۃ النصیر صاحبہ	،، ،،	۵/-
محترمہ سیدہ وسیم النساء صاحبہ اہلیہ	،،	۵/-
مکرم محمد حفیظ صاحب	،،	۵/-
ہاجرہ بیگم صاحبہ زوجہ بی۔ ایم عبدالرحیم صاحب	،،	۲۵/-
ساجدہ بیگم صاحبہ بنت	،، ،،	۵/-
شاہدہ بیگم صاحبہ	،، ،،	۵/-
زبیدہ بیگم صاحبہ	،، ،،	۵/-
عابدہ بیگم صاحبہ	،، ،،	۵/-
معین اللہ صاحب ابن	،، ،،	۵/-
نعمت اللہ صاحب	،، ،،	۵/-
مکرم مرزا عبدالرحمٰن بیگ صاحب	،،	۲۰/-
اہلیہ صاحبہ	،، ،،	۵/-
مکرم مرزا شریف احمد دین صاحب	،،	۵/-
،، محمد حفیظ اللہ صاحب	،،	۲۵/-
،، محمد عبدالکریم صاحب بسر بار سٹر	،،	۱۰/-
مکرم محمد اسلم حسن صاحب	بنگلور	۵/-
اہلیہ محمد عبدالکریم صاحب	،،	۵/-
،، سید بشیر احمد صاحب ڈرائیور	،،	۱۰/-
سیدہ خیر النساء صاحبہ اہلیہ	،،	۵/-
مکرم محمد صبغۃ اللہ صاحب	،،	۲۵۰/-
،، داؤد احمد صاحب	،،	۱۰/-
بی۔ ایم بشارت احمد صاحب	،،	۵/-
بی۔ ایم نثار احمد صاحب	،،	۲۵/-
سید عبدالحفیظ صاحب	،،	۱۰/-
سیدہ رحمت النساء صاحبہ	،،	۵/-
سید اقبال احمد صاحب	،،	۵/-
محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ بنت حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب	حیدر آباد	۱۰۰/-
منجانب نواب صاحب مرحوم		۲۵/-
،، محترمہ بیگم سید بشارت احمد صاحب	،،	۵/-
مکرم شیخ عبدالحمید صاحب سونگی بنی مائنز		۱۰/-
،، شیخ ابراہیم صاحب	،،	۲۰/-
،، شیخ عبدالستار صاحب	،،	۱۰/-
،، شیخ فضل احمد صاحب	،،	۵۰/-
طلعت صادقہ صاحبہ	،،	۱۰/-
،، فرزند علی خان صاحب	،،	۵/-
،، مقبول خان صاحب	،،	۳۰/-
،، مصاحب علی صاحب	،،	۱۰/-
،، شیخ سراج صاحب	،،	۶/-
،، شیخ منور صاحب	،،	۵/-
،، علی احمد خان صاحب	،،	۵/-
،، شیخ فیروز احمد صاحب	،،	۵/-
،، اکبر خان صاحب	،،	۳۰/-
،، ہزاری خان صاحب	،،	۵/-
،، شیخ عباس صاحب	،،	۳۰/-
،، جمعہ خان صاحب	،،	۱۰/-
،، ثناء اللہ خان صاحب کیرنگ	،،	۵/-
،، حبیب اللہ خان صاحب سونگڑہ	،،	۱۰/-
،، شیخ نعیم صاحب	،،	۵/-
،، محمود خان صاحب	،،	۳۰/-
،، میر مسعود صاحب	،،	۵/-
،، نواب خان صاحب	،،	۱۰/-
،، شیخ شعبان صاحب	،،	۵/-
،، جلال الدین خان صاحب	،،	۱۰/-
،، حیدر خان صاحب	،،	۵/-
،، میاں جان خان صاحب	،،	۵/-
،، شیخ وہاب صاحب	،،	۳۰/-
،، خلیل احمد خان صاحب	،،	۳۰/-
،، مختار الرحمٰن صاحب	،،	۳۰/-
،، منور احمد خان صاحب	،،	۱۰۰/-
،، طبیب احمد خان صاحب	،،	۲۵/-

ہے لیکن وہ اس شخص کو چن لیتا ہے جو اس کو چنتا ہے وہ اس کے پاس آجاتا ہے جو اس کے پاس جاتا ہے جو اس کو عزت دیتا ہے وہ اس کو بھی عزت دیتا ہے۔ تم اپنے دلوں کو سیدھے کر کے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کر کے اس کی طرف آجاؤ کہ وہ تمہیں قبول کرے گا۔"

(کشتی نوح صفحہ ۱۵)

یوسف ثانی پر لاہوری یزیدیوں و خوارج کے گروہ کے ناروا حملے

اور ان کا اخفاء حق

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

لاہوری یزیدی نے اپنے معتقدین کے پیش کردہ حوالجات کے متعلق پیغام صلح لاہور مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۶۶ء میں جواب دے کر اصل حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے کہ جس وقت میاں محمود احمد صاحب کے متعلق اچھے خیالات کا اظہار کیا گیا تھا۔ اس وقت ان کے خیالات صحیح عقائد احمدیہ پر مبنی تھے۔" اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ "سنہ ۱۹۱۴ء میں" لاہوری فریق میاں محمود احمد صاحب سے ان مندرجہ ذیل شرائط پر صلح صفائی کرنے کو تیار تھا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان تھا کہ:- میرے بعد سب مل کر کام کرو۔

(۱) حسب وصیت حضرت مسیح موعودؑ صدر انجمن قادیان کے فیصلے قطعی سمجھے جائیں اور کسی شخص کو ان کے مسترد کرنے کا حق حاصل نہ ہو۔

(۲) جب بزرگ کو احمدیہ قوم کا امیر سمجھا جائے اس کے ہاتھ پر ان لوگوں کی بیعت لازمی نہ ہو۔ جو پہلے سے احمدی ہیں۔

(۳) چونکہ میاں محمود صاحب کے ہاتھ پر بیالیس آدمیوں (سے زائد) نے بیعت کر لی ہے اس لئے ان کو سلسلہ احمدیہ میں داخل کرنے کے لئے غیر از جماعت سے بیعت لینے کا اختیار ہوگا۔

(۴) اگر میاں محمود احمد صاحب انجمن کے فیصلوں کو قطعی قرار دیں اور پرانے احمدیوں سے در بارہ بیعت لینا لازم تصور نہ کریں تو ان کو صدر انجمن احمدیہ کا پریذیڈنٹ اور کل جماعت کا امیر تسلیم کر لیا جائے۔ تاکہ اتحاد جماعت نہ ٹوٹنے پائے۔

یہ قرار دادیں ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء کو ایک مجلس شوریٰ میں لاہور میں پاس کی گئیں۔"

(اخبار پیغام صلح ۷ ستمبر ۱۹۶۶ء)

پھر لاہوری یزیدی نے لکھا ہے کہ:-

"اس ضمن میں یہ واقعہ قابل غور ہے کہ حضرت اقدس کی زندگی میں جب میاں محمود پر زنا کا الزام لگا تو حضرت نے نہ تو یہ کہا کہ مجھے خدا نے بتلا دیا ہے کہ یہ مصلح موعود ہونے والا ہے نہ ہی یہ کہ ذریت طیبہ کے وعدہ کے مطابق پیدا ہوا ہے بلکہ آپ نے یہ موقف اختیار فرمایا کہ تحقیق کی جاوے اگر الزام صحیح ثابت ہو تو میں اسے عاق کر دوں گا۔ آپ نے کیوں یہ نہ کہا کہ یہ تو میرے اہل بیت میں سے ہے اور میری دعاؤں کو خدا نے سن لیا ہے اس لئے یہ تو بہر حال معصوم عن الخطاء ہے آپ لوگوں نے جو پوزیشن میاں محمود احمد کو دی ہے کیا حضرت اقدس نے انہیں اپنی زندگی میں دی تھی۔" (ایضاً)

یہ ہیں ان کے فرسودہ اور بیہودہ اعتراضات و خیالات جن کے کئی بار جوابات دیئے گئے مگر انہوں نے اپنی ہی رٹ لگا رکھی ہے اور اپنے بوسیدہ اعتراضات کو چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوئے اور نہ ہی جوابات کے لئے کوئی تسلی بخش بات منہ سے نکال سکے اور اس طرح اس بارہ میں اپنی خاموشی ہی کو جواب تصور کر لیا۔

اب ہمارے بھی سوالات آ گئے آ رہے ہیں۔ جو ان کے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل ہیں

(۱) پہلا سوال یہ ہے کہ جو الزام آپ پر حضرت اقدس علیہ السلام کی زندگی میں لگایا گیا تھا وہ بعد تحقیق صحیح ثابت ہوا تھا یا غلط؟ اگر وہ صحیح ثابت ہوا تھا تو اس کا ثبوت پیش کیا جائے اور وہ اعلان دکھایا جائے جو آپ کے خلاف حضرت اقدس علیہ السلام کی طرف سے آپ کو عاق کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔

(۲) دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر اب کوئی اعلان ہوا تھا تو اس کے بعد سنہ ۱۹۱۴ء میں کس بنا پر پیغامی یزیدی مجلس شوریٰ نے ان کے ہاتھ پر صلح و صفائی و اتحاد پیدا کرنے کے لئے تجویز پاس کی تھی اور نہ صرف یہی بلکہ ایک دو باتیں ترک کر دینے کی شرط سے ان کو صدر انجمن احمدیہ کا پریذیڈنٹ اور کل جماعت کا امیر تسلیم کرنے کے لئے کیوں تیار ہو گئی تھی اور کیوں اس بارہ میں ریزولیوشن بھی پاس کر دیا تھا۔ کیا ایسے شخص کے ساتھ ترک کا اتحاد ہو سکتا اور اسے امیر قوم بنایا جا سکتا ہے اگر نہیں تو لاہوری مجلس شوریٰ نے ایسا فیصلہ کر کے کیوں اپنی ناک خود اپنے ہاتھوں سے کاٹ لی تھی۔

(۳) سوال یہ ہے کہ اگر دوسری صورت تھی اور بعد تحقیق الزام غلط ثابت ہوا تھا تو اس نتیجہ کے بعد کیوں ان کو ہمیشہ ایسے ہی الزامات و اتہامات کا تختۂ مشق اور نشانہ بنا کر اپنے خبث باطن کا ثبوت دیا گیا۔ اور قرآنی تعلیم کے مطابق اور شرافت انسانی سے کام لے کر ان کو الزامات لگانے والوں کے منہ پر کیوں نہ مارا گیا۔ اور کیوں ان کی بیجا بیٹھ کھڑی کی جاتی رہی۔ اور کیوں ان کے حوصلے بڑھائے جاتے رہے۔ اور خود ان کے "امیر قوم" کیوں ایسے لوگوں کو منہ لگاتے رہے اور اپنی بد سرشت کا ثبوت دینے کے لئے ان کا پیدا کردہ گندا اچھالتے رہے۔ کیا قرآن کریم نے کسی جگہ ایسی غیر شریفانہ حرکات کی اجازت ان کو یا کسی اور کو دے رکھی ہے اگر دے رکھی ہے تو کس آیت شریفہ میں۔

اب رہی یہ بات کہ الزام لگانے والوں [illegible] بعد تحقیق کیوں کروائی گئی اور ان کو یہ کہہ کر خاموش کیوں نہ کیا گیا کہ یہ مصلح موعود اور معصوم عن الخطاء ہے تو اس کے متعلق یاد رہے کہ شرارتی عنصر اور منافق مبیع لوگ اگر ایسی باتوں سے مطمئن ہو سکتے ہوں تو الزام ہی کیوں لگائیں اور فتنے کیوں پیدا کریں حضرت عائشہ صدیقہ پر الزام لگایا گیا تھا یہ الزام منافقین و شریر طبقہ کی طرف سے تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ جواب کیوں نہ دیا تھا کہ تم میری اس بیوی کا یہ کس طرح الزام لگا سکتے ہو۔ یہ تو ایسی باتوں سے پاک ہے۔ کیونکہ نکاح سے قبل جبرائیل علیہ السلام نے مجھے رو مال پر ان کی تصویر دکھا کر ہر طرح مطمئن کر دیا تھا۔

ظاہر ہے کہ ایسا جواب بھلا دل کے [illegible] اور منافقوں اور بد سرشت شرارتیوں کے منہ بند کس طرح کر سکتا ہے۔ آنحضرت صلعم نے اس بارہ میں مومنین سے استصواب فرمایا گو بعد میں اللہ نے بھی الہام کے ذریعہ سے آپکی تسلی کر دی مگر آپ نے خود بھی حضرت عائشہ صدیقہ کے کیریکٹر کے متعلق دوسروں سے دریافت کرنا اور تحقیق کرنا ضروری سمجھا اور کچھ تحقیق فرمائی۔

کیا لاہوری یزیدی کو یاد نہیں کہ حضرت علی رضٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دیا تھا۔ انہوں نے یہ جواب دیا تھا کہ یا رسول اللہ آپ عائشہ کو چھوڑ دیں۔ کیا آپ کو اور بیوی نہ ملے گی۔ مگر اس بات کو لاہوری یزیدی نہیں مانے۔ اس کے سر پر تو عداوت محمود کا بھوت سوار ہے۔ جو اسے کھائے جا رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اسی پہلو کو مد نظر رکھ کر تحقیق کے لئے فرمایا تھا۔ تا تحقیق کے نتیجہ کے ذریعہ سے شریروں اور منافقوں کا منہ بند کیا جا سکے۔ کیونکہ اس کے بغیر ان کا منہ بند نہیں کیا جا سکتا تھا۔

حالانکہ آپ نے عمومی رنگ میں اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر مطلوبہ اعلان بھی شائع کر دیا ہوا تھا۔ اور ہم گذشتہ قسط میں اسے نقل کر آئے ہیں۔ آپ نے یہ اعلان کیا تھا کہ

یہ ہوں میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا
بشارت تو نے پہلے سے سنا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

کیا اولاد کے تقویٰ کے متعلق جو مذکورہ بشارت خدا تعالیٰ نے حضرت اقدسؑ کو دعا سے بھی پہلے دے دی تھی اسے اب بھی لاہوری یزیدی ماننے کے لئے تیار ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟ کیا حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بشارت از خود اپنے پاس سے گھڑ لی تھی۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام نہ ہوا تھا۔ اگر اس کا ایسا ہی خیال ہے تو اس کا ایمان ہے جو منافقوں کا ایمان کہلاتا ہے اور در حقیقت وہ آپ کا پکا دشمن ہے۔

علاوہ ازیں حضرت اقدسؑ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو مجھے بار بار اطلاع دی ہے کہ تیری یہ اولاد ہرگز برباد نہ ہوگی۔ چنانچہ اس امر اور بشارت کا اظہار بھی اپنے اشعار میں فرمایا ہے جو حسب ذیل ہے۔

کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر تو نے مجھے یہ بارہا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اب ہم لاہوری یزیدی سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا اسے حضور کے ان اشعار کا علم ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو وہ اس پر حلفیہ بیان شائع کرے ہم اسے اس بارہ میں معذور سمجھ لیں گے لیکن پھر ہمارا سوال یہ ہوگا کہ کیا ان کا علم ہونے کے بعد بھی اسکی وہ پلیدی دور ہو گی یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟

لیکن اگر اسے پہلے سے ان کا علم ہے اور اس نے دیدہ و دانستہ ان کا اخفاء کیا ہے اور عمداً ان کو پس پشت پھینک دیا

ہے۔ تو وہ یاد رکھے کہ اولاد کبھی کی آمین میں حضرت اقدس علیہ السلام نے چالیس دفعہ کے قریب یہ مصرع دہرایا ہے کہ

فسبحان الذی اخزی الاعادی

یہ آپ کی ذریت طیبہ کے دشمنوں ہی کے متعلق ہے۔ لاہوری یزیدی اس ذریت طیبہ سے عداوت کر کے اس مدعو و مذلت سے بچ نہیں سکتا جس طرح اس کے بیدق نے اپنے مرنے سے قبل اپنی شرارتوں کا مزہ چکھ لیا تھا اور اس ذلت سے حصہ پا لیا تھا کہ اپنے ہی دوستوں کے ہاتھوں رسوا ہو کر یہ لکھ گئے تھے کہ وہ ان کے جنازہ کو ہاتھ نہ لگائیں مگر پھر ان کی اس وصیت کو یزیدیوں کے گروہ نے درخور اعتنا نہ سمجھا اور اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک کر ان کے جانی دشمن مولوی صدر دین صاحب کو ان کی گدی پر بٹھا کر ان کے سارے خاندان کے لئے ایک بھڑکتا ہوا جہنم تیار کر دیا۔ اسی طرح آپ کو بھی اس ذلت سے حصہ ملا اور آئندہ بھی ملے گا۔ یہ خدائی تقدیر ہے جو بغیر توبہ کے ٹل نہیں سکتی۔ اس کی شرارتوں کا بھی وبال اس کے سر پر ضرور پڑ کر رہے گا۔ اسی لئے ہم نے اپنے جواب کے عنوان میں اس کی بدبختی کا ذکر کیا ہے۔

علاوہ مذکورہ اشعار کے اور بھی بعض اشعار حضرت اقدسؑ کے ہیں جنہیں آپ نے خاص طور پر اس موعود لڑکے کے متعلق خدا تعالیٰ سے بشارت پا کر "کمال انکشاف" فرمایا تھا اور بتا دیا تھا کہ یہ لڑکا خاص موعود لڑکا ہے اور خدا تعالیٰ کا پیارا اور محبوب بندہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو اس کا نشان بنایا ہے وہ اس کی خاطر ایک جہان کو حیرت میں ڈال دے گا۔ چنانچہ اپنی دعا میں آپ نے اول تحریر فرمایا کہ

تخت جگر ہے میرا محبوب بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
آگے ہیں دو برادر ان کو بھی رکھیو خوشتر
تیرا بشیر احمد تیرا شریف اصغر

آپ کی اس دعا کو خدا تعالیٰ نے قبول فرما لیا اور حضرت اقدسؑ کو الہام سے بشارت دے کر فرمایا کہ ہم اس بیٹے سے یزیدیوں کے پیدا کردہ اندھیرے کو دور کر دیں گے وہ تو ہمارا محبوب ہے جس کی محبوبیت ایک دن ظاہر ہونے والی ہے چنانچہ اس کے بعد آپ نے اس الہامی بشارت کا ذکر بھی اشعار میں فرمایا اور لکھا۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

سبحان اللہ کیا شان ہے خدا کی۔ کہ اس نے پہلے ہی سے دشمنوں اور معاندوں کے ارادوں پر پانی پھیر رکھا ہے۔ اس نے اپنی الہامی بشارت دے کر حضرت اقدسؑ کو اطلاع دیدی تھی کہ بے شک محمود پر اندھیرا آئے گا۔ مگر میں اس اندھیرے کو دور کر دوں گا۔ پہلے اشعار میں حضرت اقدس علیہ السلام نے واضح یہ اظہار کیا تھا کہ اندھیرے کا تعلق محمود سے ہے۔ اور پھر دوسرے اشعار میں بتایا کہ خدا تعالیٰ نے

. . . .

. . . .

. . . . . . آپ کی دعا قبول کر کے یہ خوشخبری دی ہے کہ ہم محمود سے وہ اندھیرا دور کر دیں گے۔ اور دنیا کو دکھا دیں گے کہ وہ تو ہمارا محبوب اور پیارا ہے۔ اس بشارت الٰہی کے متعلق حضور نے فرمایا یہ بشارت کیا ہے یہ تو ہمارے دل کی اک غذا ہے اک بیٹا ہے کہہ کر بتا دیا کہ وہ بیٹا اس وقت موجود ہے اور ہوگا ایک دن محبوب کہہ کر بتا دیا کہ اس کی محبوبیت کے اظہار کا وقت نہیں آیا ہاں وہ وقت ضرور آ کر رہے گا۔

اب ہمارا سوال یہ ہے کہ یہ الہامی بشارت جو خدا تعالیٰ نے محمود کے متعلق حضور کو دی تھی یزیدی طبع لاہوریوں کے لئے کیوں کافی اور موجب تشفی نہیں۔ ہمارے ظالم طبع پیغامیوں یزیدیوں کو یہ ذرا ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیئے کہ کیا یہ وہی اندھیرا تو نہیں جو منافقین نے پہلے پیدا کیا تھا اور اس کے بعد انہوں نے خود یزیدی بنکر اس اندھیرے کو ہوا دی اور اس میں اپنی بڑائی سمجھی اور اب تک اسی میں اپنی عزت و کامیابی سمجھ رہے ہیں حالانکہ اسی میں ان کی انتہائی ذلت و رسوائی اور بدبختی مخفی ہے انہوں نے تو سمجھا تھا کہ اور تو تمام مورچوں میں ان کے قدم نہیں جمتے چلو یہی ایک نرالا میدان ہے جو ان کے ہاتھ آ گیا ہے اس میں تو ان کا گولہ بارود قادیانیوں کے چھکے چھڑا دے گا اور وہ اس طرف کا رخ بھی نہ کریں گے مگر ان کو کیا معلوم تھا کہ خدا تعالیٰ نے آپ ہی ان شریروں کی پیٹھوں کے پیچھے ان کی ذلت کے لئے بم چھپا رکھے ہیں جو خود ان کے ہی ہاتھوں سے اپنے اپنے وقت پر پھوٹ کر ان کی دھجیاں اڑا دیں گے اور ہمیشہ ان کے سروں پر خاک اڑتی رہے گی۔ لاہوری یزیدی نے جو خاک اڑائی ہے اور غضب کا اندھیر مچایا ہے اسے یقیناً اللہ تعالیٰ دور کرنے کا وعدہ دے چکا ہے اور جس طرح اس کے بڑوں کی اڑائی ہوئی خاک اور اندھیر کو اس نے ملیا میٹ کر دیا اور اسے اڑا کر انہی کے سروں پر ڈال دیا اسی طرح اب بھی وہ حضرت محمود سے اسے دور کر دے گا۔ اور لاہوری یزیدی اور اس کے گروہ کے سروں پر ڈال دے گا۔ یہ اس کا حتمی وعدہ ہے جو ہرگز نہ ٹلے گا اور وہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنی ذلت اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔

اس وقت ہم اس سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا اسے حضرت محمود کے متعلق مذکورہ بشارات الٰہیہ کا علم ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیا وہ اس پر حلف مؤکد بعذاب اٹھانے کے لئے تیار ہے اگر نہیں تو کیوں اور اگر وہ تیار ہے تو وہ اخبار میں اس کے متعلق اعلان کر کے اصل حقیقت ظاہر کرے۔

لیکن اگر اسے ان کا علم ہے تو اس نے عمداً کیوں ان کے خلاف اپنی عداوت کی بدبو پھیلا کر جماعت کو دھوکہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ اور کیا اب ان کا علم ہو جانے کے بعد اپنی اس شرارت سے باز آنے کے لئے تیار ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر وہ تیار ہے تو اس بارہ میں اعلان کر کے اپنی شرارت سے برأت کا اظہار کر کے اپنی شرافت کا ثبوت دے۔

اگر یہ خدائی بشارت نہیں ہے تو حضرت اقدسؑ نے اسے کیوں خدائی بشارت قرار دیا اس صورت میں حضرت اقدسؑ کی کیا پوزیشن رہی۔ بہرحال یہ خدائی بشارت ہے۔ اور اس کا تعلق حضرت محمودؓ سے ہے۔ اگر نہیں تو اس کے اس اس کا کیا ثبوت ہے۔ اے یزیدیو! کچھ تو بولو۔ پہلے بات کو تولو۔ پھر منہ سے بولو۔ یونہی گوز شتر نہ چھوڑو۔ شرافت و انسانیت کو کام میں لاؤ۔ اے خوارج کے گروہ ذرا اپنی بدبختی پر بھی نظر کرو۔ کہ وہ کہاں سے کہاں جا پہنچی ہے۔ ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کہ تمہارے دلوں کی تاریکی اور اندھیرے نے کیا صورت اختیار کر رکھی ہے۔ اب ہم اس کی مجلس شوریٰ کے مذکورہ ریزولیوشنوں کی حقیقت ناظرین کرام پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے متعلق ہمارے مزید سوال یہ ہیں کہ جب اگلی مجلس شوریٰ نے اس امر کو خود تسلیم کیا ہے کہ

"حسب وصیت حضرت مسیح موعود صدر انجمن احمدیہ قادیان کے فیصلے قطعی سمجھے جائیں"

تو انہوں نے اس انجمن کا بائیکاٹ اور اس کی کثرت رائے کے فیصلوں کو ماننے سے انکار کیوں کر دیا۔ کیا یہ خدا کے مقرر کردہ مامور کی انجمن سے بغاوت نہیں؟ انہوں نے کثرت رائے کا احترام کیوں نہ کیا۔ اور واک آؤٹ کیوں کر گئے۔ حضرت اقدسؑ نے ان کو الوصیت میں کہاں اجازت دی ہے؟ اور کہاں ان کو ہدایت دی ہے کہ تمہاری اقلیت کے خیال میں اگر کوئی بات ناپسندیدہ ہو تو تم انجمن سے قطع تعلق کر لو۔ اور اس کے فیصلہ کو رد کر دو۔؟

دوم۔ انہوں نے اس کے مقابلہ میں دوسری انجمن بنام انجمن اشاعت اسلام کو کیوں کھڑا کر لیا۔ اس کی اجازت انہیں الوصیت کی کس دفعہ یا قاعدہ کے ذریعہ سے حاصل ہے؟

سوم۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے تو اپنی صدر انجمن کے متعلق تحریراً الوصیت میں یہ تاکید فرمائی ہے کہ

"یاد رہے کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان ہوگا۔ کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے"

پھر انہوں نے کس بنا پر قادیان دائمی مبارک مرکز احمدیت کو اس ہدایت کے خلاف ترک کر کے اس کے مقابلہ پر لاہور میں اپنا الگ ڈیڑھ اینٹ کا شیطانی اور لعنتی اڈا جما لیا۔ اور اس طرح انہوں نے مبارک مرکز کی توہین کیوں کی۔ اور اس سے اپنا تعلق الوصیت کے کس قاعدہ و دلیل کے تحت قطع کر لیا۔

اس جگہ بعض لاہوری یزیدی کہا کرتے ہیں کہ تم لوگوں نے بھی تو قادیان چھوڑ دیا کیوں نہیں وہاں بیٹھے رہے تو اس کے متعلق یاد رہے کہ یہ بھی ان کا صریح دھوکا و فریب ہے۔ قادیانی جماعت تو قادیان کے اندر موجود ہے اور صدر انجمن بھی قائم و دائم ہے اور اپنا مفوضہ کام سرانجام دے رہی ہے۔ اور جو حصہ باہر مجبوراً چلا گیا ہے اس کا تعلق اس مرکز سے برابر قائم ہے انہوں نے ان کی طرح اس سے قطع تعلق نہیں کیا۔ نہ اس کے خلاف مورچے بنا کر اس سے جنگ شروع کر رکھی ہے قادیانی جماعت کے ایک حصہ کی مخالفانہ حالات کے باوجود قادیان میں موجودگی قادیانی جماعت کی صداقت و روحانیت کی زبردست دلیل ہے۔ جس کے سامنے یزیدیوں کی زبانیں گنگ ہیں۔ لاہوری یزیدی مجلس شوریٰ نے اس ریزولیوشن کے متعلق کہ جس بزرگ کو احمدیہ قوم کا امیر سمجھا جائے اس کے ہاتھ پر ان لوگوں کی بیعت لازمی نہ ہو جو پہلے احمدی ہیں اس کے متعلق ہمارا اس سے یہ سوال ہے کہ کیا یہ انا خیر منہ کہنے والے کی اتباع کا اعلان نہیں؟

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

منقولات

گئو کشی پر پابندی کا مطالبہ

(دین تو بہ)

گاؤ کشی کے خلاف آج کل مظاہرے ہو رہے ہیں ان سے متاثر ہو کر پنڈت نہرو کی بھانجی اور وجے لکشمی پنڈت کی صاحبزادی نین تارا نے سنڈے اسٹینڈرڈ میں ایک مضمون لکھا تھا۔ اور بعد میں الجمعیۃ دہلی ۱۷ ستمبر میں شائع ہوا جسے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

ہماری اس سیکولر ریاست میں ہندو ایک مخصوص پوزیشن کا حامل ہے۔ وہ اکثریتی فرقہ سے تعلق رکھتا ہے اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ وہ ملک کے بارے میں انتہائی بلند بانگ ہے۔ اس کی خصوصی پوزیشن اور حقوق کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ ان کے استعمال میں حکمت اور تدبر سے کام لیتا مگر اس کے برعکس ہم اکثر اس کی آواز ان معاملات کے بارے میں سنتے رہے ہیں جن کے لئے نہ صرف کسی سیکولر ریاست میں گنجائش نہیں، بلکہ اس دور میں دنیا کی کسی بھی ریاست میں ان کا کوئی مقام نہیں۔

مثال کے طور پر انسدادِ گاؤ کشی کے مسئلہ کا ان دنوں پھر کافی چرچا ہے اور سادھوؤں کی ایک جماعت نے اس مقصد کے لئے دہلی میں پبلک مظاہرے کر کے اس مسئلہ کے بارے میں حکومت پر دباؤ ڈالنا اپنے ذمہ لے لیا ہے مگر ہم مسلمانوں میں سے ملاؤں اور اللہ والوں کے کسی گروہ کو راجدھانی میں دھاوا کرتے اور خنزیر کے گوشت پر پابندی کے لئے حکومت پر دباؤ ڈالتے ہوئے نہیں دیکھا۔ مسلمان جو لحم خنزیر کو نجس خیال کرتے ہیں، حفظانِ صحت، دینی مذہب یا ذاتی پسند اور ناپسند کی بنیاد پر اس کے خلاف کبھی آواز نہیں اٹھاتے اور حکومت بڑی دانشمندی سے ان جانوروں کی افزائشِ نسل اور ان کے گوشت کھانے کی ہمت افزائی کر رہی ہے۔

عقائد:-

نہ ہم نے عیسائیوں کے کسی جلوس کو دہلی کی سڑکوں پر نعرے لگاتے دیکھا کہ ذبیحہ گاؤ ... کیا جائے تاکہ ان کے دسترخوان حسبِ ضرورت و خواہش بھنے ہوئے گوشت سے مزین رہیں کیونکہ ان کے دین میں اس کے کھانے کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔

اور پھر کیا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ملک بھر کے اعتدال پسند یہودیوں نے اپنے گوشت خور بھائیوں کے خلاف ہنگامہ برپا کیا ... کی حد تک ہر قسم کے ذبیحہ پر پابندی لگا دی جائے ان میں سے کوئی شے ظہور میں نہیں آتی۔ کیونکہ لوگ اپنے عقیدے میں راسخ ہوتے ہوئے بھی اپنی پسند اور ناپسند اور عقائد کو دوسروں پر ٹھونسنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ وہ جس طرح مناسب خیال کرتے ہیں اپنی زندگی گزارتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کا پورا حق دیتے ہیں۔ اپنا مخصوص غذائی ذوق عام کرنے کے لئے قانون سازی کے مطالبہ کا خیال نہیں آتا۔

تو کیا پھر ہم اس سے یہ نتیجہ اخذ کریں کہ ہندو دھرم کے مذہبی رسوم اقلیتوں کے رسوم کے مقابلہ میں زیادہ جراحت پذیر ہیں اور اس لئے خصوصی تحفظ چاہتے ہیں کہ گاؤ کشی کے خلاف آواز اٹھانے والے سادھو اپنے مسلمان اور عیسائی بھائیوں سے اپنے دھرم کے مقابلہ میں زیادہ حساس، ان سے زیادہ غیر پسند اور اپنی روایات کا ان سب لوگوں سے زیادہ درد اپنے دل میں رکھنے والے ہیں؟ یا پھر کہیں اصل بات تو نہیں ہے کہ ان مظاہروں اور مطالبات و ہنگامہ آرائی کے علاوہ اور کوئی کام ہے ہی نہیں۔

یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ انسانوں کا ایک بہت بڑا گروہ سینکڑوں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہے جیسے کہ اسے کچھ کرنا ہی نہیں۔ لوگوں کے لئے یہ جاننا بھی موجب دلچسپی ہوگا کہ ان حضرات کو اس طویل ہنگامہ آرائی کے دوران کھلاتا پلاتا کون ہے جبکہ ایک عام شہری کو حصولِ غذا کے لئے سخت محنت کرنا پڑتی ہے اور اسے گاڑھے پسینے کی کمائی کا ایک بڑا حصہ پیٹ بھرنے میں صرف ہو جاتا ہے، اگر وہ فاقہ کشی پر آمادہ نہ ہو تو بیکار پڑے رہنے کا خواب نہیں دیکھ سکتا۔ اور اگر بھلے مانس فاقوں پر فاقے کر رہے ہیں تو پھر سوکھ کر قاق کیوں نہیں ہو جاتے۔ اور پھر اصل بات تو یہ ہے کہ آخر ان سے نرمی اور اخلاق سے ہی مگر مستحکم انداز سے کیوں نہیں کہہ دیا جاتا کہ ہم آپ حضرات کے عقائد کا احترام کرتے ہیں۔ اور آپ کو پورا حق ہے کہ ان پر زندگی میں مکمل طور پر عمل کریں۔ مگر اس مملکت میں آپ کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی بستے ہیں۔ اور ایسی صورت میں نہ آپ کو اور نہ کسی دوسرے گروہ کو یہ حق دیا جا سکتا ہے کہ وہ پورے ملک کے لئے اپنی پسند اور ناپسند کی بنیادوں پر قانون تجویز کرنے لگے۔

اس معاملہ کو نمٹانے کے لئے حقیقت پسندانہ انداز اختیار کرنے میں تذبذب کی پالیسی کا ایک افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ہم اس طرح اہلِ وطن کی بے وقعتی کرتے ہیں۔ یہ دکھا کر کہ ان پر جمود طاری ہے وہ اپنی زندگی میں کسی ادنیٰ تغیر کو راہ دینے پر آمادہ نہیں ہیں۔ اور موجودہ سائنسی دور کا ساتھ نہیں دے سکتے۔

یہ زندگی کی بڑی ہی حوصلہ افزا حقیقت ہے کہ جب کبھی لوگوں کو موقعہ دیا گیا ہے۔ جب تعلیم و معاشی وسائل کے ذریعہ ان کی تاریک زندگیوں میں روشنی مہیا کی گئی ہے تو انہوں نے اس روشنی کو قبول کیا ہے۔

عوام کمزوری کا اظہار نہیں کرتے ہیں یہ ان کے لیڈر ہیں جو عوام کی ذہنی سطح کو پست تصور کرتے یا ان کی اصلاح کے لئے آمادگی کا غلط اندازہ کر کے اپنی کمزوری کا ثبوت دیتے ہیں۔ یہ حضرات جب کسی جراٴت مندانہ اقدام سے اس لئے خائف نظر آتے ہیں کہ اس کی مخالفت ہوگی۔ یا اس کے امکانی برے نتائج دور رس ہوں گے۔

مخالفت کا ہوّا در اصل واقعات کی دنیا میں وجود نہیں رکھتا۔ وہ سب ذہنوں پر سوار رہتا ہے۔ یہ متعین طور پر تحقیق کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ عوام کا کون سا طبقہ کسی اصلاحی تدابیر کی مخالفت پر آمادہ ہے اور اس کے اسباب کیا ہیں۔ ساتھ یہ بھی کہ آیا یہ اسباب معقول اور بجا ہیں۔ کیا یہ مخصوص مسئلہ کو اچھی طرح منظرِ عام پر لایا گیا ہے۔ اس پر آزادانہ تبادلۂ خیال ہوا ہے یا نہیں۔ یہ صرف کسی مخصوص دائرہ کے حامل قلیل گروہ کی نمائندگی کے دعویدار گروپ کی طرف سے الٹی میٹم یا ستیہ گرہ کی شکل میں ایک پتھر کھینچ مارا گیا ہے ایک ایسے گروہ کے نمائندوں کی طرف سے جس سے دعویدار کے ... برس سے کبھی پہچان بنا نہیں کی گئی ... ممکن ہے کہ اب ان کا کوئی وجود نہ ہو۔

تغیر پذیر معاشرہ

دہلی میں دھرنا دے کر بیٹھنے والے سادھو کس کی نمائندگی کرتے ہیں۔ جو نئی نسل کے لئے موجودہ دور کے تعلیم یافتہ ہندوؤں کو نظر انداز کر دیجئے جن کی وہ یقیناً نمائندگی نہیں کر رہے ہیں۔ اچھا تو کھیت میں کام کرنے والے کاشتکار کو لیجئے۔ یہ غریب گوشت اس لئے نہیں کھاتا کہ گوشت بہت مہنگا ہے۔ اگر کاشتکار گوشت خرید سکتا ہے تو ضرور کھاتا۔

اب دنیا ان لوگوں کو لیجئے جو شہروں میں رہتے اور کام کرتے ہیں۔ اور تیزی سے اس مشینی تہذیب میں ڈھلتے جا رہے ہیں۔ جو ذات پات اور فرقوں کی حد بندیوں کو مٹا دینے والی ہے اور ساری دنیا کی مشترک رسم و رواج اختیار کرنے پر آمادہ کر رہی ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے زندگی وہ تو ہرگز نہ رہے گی۔ جو کبھی پہلے تھی۔ ان کی زندگیوں میں روزمرہ نئے سوالات ابھرتے ہیں اور نئے جوابات کا مطالبہ کرتے ہیں کیونکہ یہ اپنے ڈھلے ڈھلائے جوابات سے ان کی تسکین نہیں ہوتی۔ ہمارے معاشرے کے بہت سے اہم اجتماع ہیں اور میں سمجھتا.... کیونکہ ان میں سے کوئی بھی ان سادھوؤں کو اپنا قیادت اور نمائندگی کے لئے آزادی انتخاب ہوتے ہوئے بھی پسند نہ کرے گا، انہیں جبر کے تحت ان کی قیادت قبول کرنے پر آمادہ کیا جا سکتا ہے۔

یا پھر یہ کہ کر ایسا ہی ہوتا آیا ہے اس لئے اسے جاری رہنا چاہیئے اس کے خلاف کرنا گویا پورے معاشرے سے جنگ ہوگی لیکن اگر ان کو آزاد چھوڑ دیا جائے اور موقعہ اور وقت دیا جائے تو یہی لوگ دوسرے تمام لوگوں کو اپنے ذہنوں کو کام میں لائیں گے اور فیصلے وہ کریں گے وہ معقول اور قابلِ عمل ہوں گے ان پر ماضی کے دھندلکوں کا سایہ نہ پڑا ہوگا۔

ہٹ دھرمی کی حکمرانی

یہ تو صحیح ہے کہ بیشتر ریاستوں میں گاؤ کشی پر پابندی لگائی گئی ہے، مگر یہ بھی اتنی ہی سچی بات ہے کہ ہندو دھرم کے ... کے ایک عزیز عورت کو کمتر درجہ کا وجود تسلیم کیا گیا ہے حقیقت تو یہ ہے کہ اسے مرد کی لذت اندوزی اور عیش کوشی کا ذریعہ بنا لیا گیا ہے بجائے خود اس کی کوئی اہمیت تسلیم نہیں کی گئی۔ اس کے باوجود اس زاویہ نگاہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور سادھوؤں کا کوئی بڑے سے بڑا کوئی ڈیلیگیشن بھی اس کی معقولیت اور جواز کا یقین نہیں دلا سکتا۔

بھارت ... باشندے عرصہ دراز سے کسی نہ کسی کی بالادستی کا شکار رہے ہیں اور شاید تعصب اور ہٹ دھرمی سے بڑھ کر ظالم سادہ لوح عوام پر کسی بالادستی اقتدار نے ڈھایا ہو۔

اگر کوئی تعلیم یافتہ روشن خیال فرد معقول اسباب کی بنیادوں پر گائے کے گوشت سے اجتناب کا فیصلہ کرے تو اسے حق ہے کہ وہ اسے کسی قانون کی شکل دے سکے مگر جب تک ایسا نہیں ہوتا لوگوں کو آزادی فکر کے حق سے محروم نہ کیا جائے اور ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر غلط مذہبیت کے نام پر انہیں ڈنڈے سے نہ ہانکا جائے۔

(منقول مطالعے۔ ہندوستان ٹائمز ...)

کے دوسرا اسلوب کا خلاصہ ہے:-

(۱) ملک کا اہم ترین مسئلہ معاشی مسئلہ ہے یہ بھی معلوم و مسلم ہے کہ ہندوستان میں مویشیوں کی تعداد دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ اور ان کی کے دودھ کی تعداد دنیا میں سب سے کم۔ اور ہر بڑے شہر میں کتنے ہی مویشی دبلے اور بے کار سڑکوں پر منتشر پھرتے رہتے ہیں۔ انگلستان میں جو گائیں ۱۲ پونڈ یومیہ سے کم دودھ دیتی ہیں، وہ ملک ... کے لئے ایک بار سمجھ کر زندہ نہیں رکھی جاتی ہیں۔ اب ہم جب اپنے ملک کو ... کے لئے دوسرے مہذب ملکوں کی ریس شروع کرتے ہیں تو ہمیں یہ بھی دیکھنا پڑے گا کہ جو مویشی ملک کے لئے ایک بار بن جاتے ہیں ان کا کیا انتظام کرنا ہوگا یہاں بے شک گائے کی تقدیس کا مذہبی جذبہ موجود ہے۔ اور اس کی رعایت سے ہمیں مزید گوشالے کھولنے ہوں گے جہاں ناکارہ مویشیوں کی حفاظت ہو سکے لیکن یہ تو غلط ہوگا کہ اسی جذبہ کی خاطر ہم ناکارہ بیلوں کے ذبیحہ پر بھی پابندیاں لگا دیں۔ ایسے جانور کو تو کوئی بھی ذبح نہ کرے گا۔ جو ابھی کام دے سکتا ہے۔ موت تو ہر جاندار کو ہر صورت آتا ہے۔ دیکھنے کی بات صرف یہ ہے کہ سسک سسک کر کون مرتا ہے۔ اور بغیر زیادہ اذیت کے تڑپ کر ... قبل اس کے کہ مرکز یا ریاستیں کوئی عنصری فیصلہ صادر کریں۔ مسئلہ بندش ذبیحہ کو اس کے وسیع پہلوؤں کی جانچ پڑتال کر لینا لازمی ہے۔

(۲) مسٹر گپتا معاشیات کے اصول و قوانین سے واقف ہی نہیں ہیں۔ ورنہ وہ بندشی ذبیحہ گاؤ کے بے ان کی آڑ نہ ڈھونڈتے۔ بھینس تو گائے سے کہیں زیادہ مقدار میں اور کہیں زیادہ مدت تک دودھ دیئے جاتی ہے۔ پھر گائے کے ساتھ بھینس کے ذبیحہ پر بھی بندش کا مطالبہ کیوں نہیں کیا جاتا۔ حقیقتہً بندش ذبیحہ گاؤ کا مطالبہ جذباتی ہے۔ اور اس کا تعلق عقیدہ مذہب سے ہے ہند کو چھوڑ کر باقی ... ریاستوں میں تو یہ ذبیحہ اب بھی قانوناً ممنوع ہے اور مجرم کے لئے سزا علاوہ جرمانہ کے دو برس قید سخت کی رکھی گئی ہے۔ اور یہ چیز ہندوستان کی سیکولرزم کے لئے نیک نامی کا باعث نہیں بن سکتی کہ اکثریت کے جذبہ مذہبی کو دوسروں پر قانون کے ذریعہ مسلط کر دیا جائے جس نیا قانون ... لیکن اقلیت کے کچھ طبقہ کو ترخیراً س سے کچھ زیادہ تکلیف نہ پہنچے گی۔ البتہ سیکولرزم کی ... دیوار اور ... پڑ جائے گی۔"

لیکن دو ... ہزار معقول ... پیش ہو ...

ہیں۔ حقائق خواستہ جو بھی بھاتے رہیں۔ ہوتا ... بہرحال وہی ہے جو اکثریت کا کوئی ایک طبقہ غل مچا کر اور شور مچا کر کے کہہ دے! — ہر ایک زدہ حکومت پر اکثریت کے ہر ہر طبقہ کی دہشت اور سوار ہو گئی ہے! جو سرکار انگریزی پیا نے بالکل آخری زمانہ میں طاری ہو گئی تھی اب جیسے یہ بات کسی درجہ میں بھی دیکھنے کی رہ ہی نہیں گئی۔ کہ جو مطالبہ پیش کیا جا رہا ہے۔ وہ معقول اور واجبی کہاں تک ہے بلکہ دیکھنے کی چیز صرف یہ ہے کہ اس کے عقب میں شر انگیزی کی قوت کتنی ہے۔

(صدق جدید لکھنؤ ۹ ۹/۶۶)

یوسف ثانی پر لاہوری یزیدیوں و خوارج گروہ کے ناروا حملے

(بقیہ صفحہ ۸)

کیا لاہوری عمائد نے خلافت اولیٰ کی بیعت کیوقت بیعت کنندگان کی دوبارہ بیعت کے بعد جس میں وہ خود بھی شامل تھے اس بیعت کو ضروری قرار دیتے ہوئے باہر کی جماعتوں کو دوبارہ بیعت کے لئے نہ لکھا تھا اور اخبار میں اعلان نہ کیا تھا؟ اگر ایسا کیا تھا تو اب دوسری خلافت کے وقت ان کو بیعت کرتے وقت کون سے سانپ سونگھتے تھے کہ انہوں نے اپنے سابقہ اخلاقوں کے خلاف اس باغیانہ روش و فیصلہ کا اعلان ضروری قرار دیا۔

بیعت کا تو مفہوم یہ ہے کہ انسان اقرار اطاعت کرے یہ مفہوم ان کو کیوں چبھتا تھا۔ اور اس پر ان کی جان کیوں نکلتی تھی۔ کیا انہوں نے اس سے قبل ہی اقرار بیعت نہ کیا تھا۔ پھر اس کے اعادہ سے ان پر کونسی مصیبت ٹوٹ پڑتی تھی۔ کیا انہوں نے یہ شر ظاہر کر کے یہ ثابت نہیں کر دیا کہ انہوں نے خلیفۂ وقت کے کھڑے ہونے پر ملائکہ کا ساتھ دینے کی بجائے ابلیس کی معیت کو ترجیح دی ہے اور مسجد نبوی کے مقابلہ میں اپنی الگ مسجد ضرار کھڑی کر کے اپنی دشمنی کا ثبوت دیا ہے ایسا ہی کشتی نوح سے جس کے متعلق خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ انی احافظ کل من فی الدار الا الذین علوا من استکبار اپنا قدم نکال کر اور اسکے ساتھ تعلق توڑ کر اپنی تباہی و خرابی کا سامان خود اپنے ہاتھوں سے تیار کر لیا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب اس دار کے اندر رہا کرتے تھے۔ پھر کیا اس سے ہمیشہ کے لئے قطع تعلق نہیں کر لیا۔ اگر کر لیا ہے تو کیوں؟

لاہوری شوریٰ نے یہ بھی ریزولیوشن پاس کیا تھا کہ

"چونکہ میاں محمود احمد صاحب کے ہاتھ پر چالیس سے زائد نے بیعت کر لی ہے اس لئے ان سلسلہ احمدیہ میں داخل کرنے کے لئے غیر از جماعت سے بیعت لینے کا اختیار نہ ہوگا"

سوال یہ ہے کہ جس شخص پر اتہامات و الزامات لگائے گئے تھے اور اسکے اعتقادات میں بھی فرق آ چکا تھا اور اس کا علم سب کو تھا لاہوری عمائد تو بار بار انکو سمجھا بھی چکے تھے مگر وہ ان کو ترک کرنیکے لئے آمادہ نہ ہوا تھا اور احمدی پبلک کا اہل علم و سنجیدہ طبقہ اس امر کو بخوبی جانتا تھا تو چالیس سے زائد آدمیوں نے ان میں سے کیوں انکی بیعت کی اور اس کو برداشت کر کے مولوی محمد علی صاحب جیسے "مجدد دین" کو کیوں نظر انداز کر دیا۔ اور پھر لاہوری یزیدیوں کی مجلس شوریٰ نے اسکے بعد لاہور جا کر وہاں سر جوڑ کر ایسے شخص کے غیر از جماعت لوگوں سے بیعت لینے کیلئے کیوں ۲۲ء میں ریزولیوشن پاس کر دیا تھا پھر یہ بھی کس قدر دھوکہ ہے کہ صرف چالیس سے زائد افراد جماعت نے ہی حضرت محمود کی بیعت کی تھی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ لاہوری یزیدیوں کا خود اپنا اقرار ہے کہ سوائے چار پانچ یزیدیوں کے باقی سب حاضر الوقت ہزاروں کی جماعت نے اجتماع عام میں حضرت محمود کو اپنا خلیفہ تسلیم کر لیا تھا۔

اگر لاہوری مع صدر انجمن فیصلوں کو قطعی قرار دینا اور پرانے احمدیوں سے دوبارہ بیعت نہ لینا وہی امور لاہوری یزیدی شوریٰ کے نزدیک حضرت محمود کی اجازت کیلئے شرط قرار دیئے تھے تو مولوی محمد علی صاحب نے یہ کیوں شائع کیا تھا کہ ان کی بیعت میں ایک روک صرف غیر احمدی مسلمانوں کی تکفیر کا مسئلہ ہے اگر وہ اسے ترک کر دیں تو وہ انکی بیعت کر سکتے ہیں۔ اب تکفیر والا پہلا مسئلہ کدھر گیا اور یہ دو نئے مسئلے کہاں سے پیدا ہو گئے۔ اور حضرت اقدس کی وہ تحریر جس میں حضور نے لکھا ہے کہ "ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا۔" (الوصیت)

وہ کدھر گئی۔ کیا گروہ خوارج نے اپنے جھوٹے اور مکارانہ حیلوں حوالوں سے اسے دریا برد نہیں کر دیا۔ کیا کہیں بھی حضرت اقدس نے کسی کو اس امر کی اجازت دی ہے کہ فلاں بات کی وجہ سے اس سے الگ ہو کر قطع تعلق کرنیکی اجازت ہے۔ اگر نہیں تو سوچئے کہ ایسے لوگوں کا معاملہ یزیدیوں اور خوارج کے ساتھ ہے جنکے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ وہ یہاں پیدا ہونگے اور یہاں نکال دیئے جائیں گے اور ان کا تعلق یہاں سے نہ رہیگا۔ سو خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ایسے لوگوں کے گند کو خود آپ ہی اپنے وعدہ کے مطابق اس طرح نکال باہر پھینکا جس طرح بال مکھن سے نکال پھینکا جاتا ہے۔

الیس فیھم رجل رشید

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمود کو یوسف ثانی قرار دے رکھا ہے پس جسطرح حضرت یوسف علیہ السلام پر الزام لگایا گیا اور بعد تحقیق وہ الزام غلط ثابت ہوا یعنیہ اسیطرح یوسف ثانی پر بھی الزام لگایا گیا اور وہ الزام بعد تحقیق غلط پایا گیا پس ان الزام تراشیوں سے اگر کچھ ثابت ہوا تو یہ کہ آپ یوسف ثانی ہیں جسطرح پہلا یوسف ان الزامات سے بری تھا ایسا ہی دوسرا یوسف بھی لگائے جانیوالے الزامات سے بری اور پاک ہے۔ اور الزام لگانے والے یزیدیوں اور خوارج کے منہ میں خاک ہے انہوں نے آپ پر گندے الزامات لگا کر ثابت کر دیا کہ ان کا اپنا اندر گندہ اور ناپاک ہے۔ اگر ان کے دلوں میں کچھ بھی خدا کا خوف ہوتا تو اس قسم کی باتوں کو کبھی زبان پر نام تک آنے دیتے اور اپنے دامن تقویٰ کو پاک رکھتے مگر انہوں نے اس گند میں پڑ کر بتا دیا کہ انکے دلوں کو ایسے ہی گند سے مناسبت ہے یہی وجہ ہے کہ وہ قرآن کریم کی صریح ممانعت کے باوجود ایسے گند اچھالتے رہتے ہیں جو اُن کو آگرا نہیں پڑتے ہیں اور دونوں جہانوں میں ان کا منہ کالا کرتے ہیں۔

آخر میں اسقدر اور بھی عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ دعویٰ ہے کہ آپ مثیل آنحضرت صلعم ہیں۔ آپکی دو بعثتیں ہیں جس طرح بعثت اولیٰ میں یزیدیوں اور خوارج کا گروہ پیدا ہو گیا تھا اور وہ آنحضرت صلعم کی تیار کردہ جماعت کے مقابل پر کھڑا ہو گیا تھا اسیطرح ضروری تھا کہ دوسری بعثت کیوقت بھی ایسا ہی گروہ اندر سے پیدا ہو کر بالمقابل کھڑا ہوتا تاکہ اس جہت سے بھی مماثلت قائم ہوتی سو یہ خدا تعالیٰ کی مصلحتیں اور حکمتیں ہیں کہ اس نے جماعت کے اندر اس یزیدیوں اور خوارج کے گروہ کو پیدا کر کے مماثلت کے اس پہلو کو بھی پورا کر دیا۔ اور پھر اپنی تائید و نصرت کا ثبوت دیتے ہوئے انہیں یہاں سے خارج کر کے اسکے تمام ارادوں کو خاک میں ملا دیا۔ اور اپنی جماعت و سلسلہ کو از سر نو قائم کر کے اور اسے استحکام بخش کر اپنی دی ہوئی خبروں کو پورا کر کے اس سلسلہ کی صداقت کو پہلے سے بڑھ کر ثابت کر دیا۔

پس اس گروہ کا یہاں سے خود ہی بھاگ جانا ایک الٰہی تصرف تھا اسلئے آپکی پیدا کردہ جماعت و خلافت کو مٹانا ان کے بس کا روگ نہیں یہ خدائی تقدیر و نوشتہ ہے جو ضرور پورا ہو کر رہیگا اور یزیدی گروہ کو اپنی ذلت و خواری، بدبختی و شکست اور ناکامی و نامرادی اپنی آنکھوں سے دیکھنا از بس ضروری ہے جو انہوں نے ۱۹۱۴ء سے لیکر اب تک پے در پے دیکھی ہے اور آئندہ بھی دیکھیں گے یہ آسمان پر لکھی جا چکی ہے کوئی مٹا نہیں سکتا تقدیر کے نوشتے بہرحال ضرور پورے ہو کر رہینگے اور دنیا انکا تماشا دیکھیگی جیسا کہ وہ ایک عرصہ سے دیکھتی چلی آ رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیشہ جماعت کے شامل حال رہیگا ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ لا ... [illegible]

جو بات کہی کہ کر دوں گا میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

اب آخر میں ہم حضور کی ایک تحریر پر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں جسمیں یزیدیوں کے باطل اعتراضات کا شافی جواب موجود ہے، حضور فرماتے ہیں:-

"خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا اور اسکے ذریعہ سے حق ترقی کریگا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کرینگے سو ان دنوں کے منتظر رہو اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اسکے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکا دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔" (حاشیہ الوصیت)

اس تحریر میں حضرت اقدس علیہ السلام نے یزیدیوں و خوارج ...

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

ارشادات!

(بابت چندہ جلسہ سالانہ)

(۱) "پہلے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق متواتر کئی سالوں سے یہ دیکھا گیا ہے کہ جو جماعتیں شروع سال میں چندہ دیتی ہیں وہ تو دے دیتی ہیں اور جو شروع میں نہیں دیتیں اُن کے ذمہ بقایا رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے ہمارے سالانہ بجٹ کو نقصان پہنچتا ہے اور اُن کے ذمہ بھی بعض دفعہ دو دو سال کا چندہ اکٹھا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ جلسہ سالانہ کا چندہ ایک ایسی چیز ہے جس کے دینے کا ہمارے ملک میں سالہا سال سے رواج چلا آتا ہے جلسہ سالانہ ایک اجتماع کا موقعہ ہے اور اجتماع کے موقعہ پہ ہمارے ملک میں لوگوں کی عادت ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ امداد ضرور کرتے ہیں"۔

(۲) "ہمارا جلسہ سالانہ تمام عرسوں، میلوں اور اجتماعوں سے بالکل مختلف ہے اور اس میں حصہ لینا بڑے ثواب کا کام ہے جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ ابھی سے جلسہ سالانہ کا چندہ جمع کرنے کی کوشش کریں کیونکہ ہمارا تجربہ یہ ہے کہ جو جماعتیں جلسہ سالانہ سے پہلے چندہ دے دیتی ہیں وہ تو دے دیتی ہیں اور جو رہ جاتی ہیں وہ رہتی چلی جاتی ہیں"۔

(۳) "پہلے تو میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ جلسہ سالانہ کا چندہ جمع کرنے میں دوست ہمت سے کام لیں تاکہ جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے پہلے سے انتظام کیا جا سکے۔ اصل میں تو چندہ جلسہ سالانہ سال کے شروع میں ہی دینا چاہیئے۔ کیونکہ اگر اجناس وقت پر خرید لی جائیں تو ان پر بہت کم خرچ آتا ہے"۔

احبابِ جماعت و عہدیداران کرام سے یہ درخواست ہے کہ وہ اپنے پیارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ بالا ارشادات پڑھیں اور ان کی تعمیل میں اپنی ذاتی اور خاندانی مشکلات کے مقابل پر سلسلہ کی مرکزی مشکلات کو مقدم رکھتے ہوئے ایثار اور قربانی کا نمونہ پیش کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

جملہ امراء، صدر صاحبان و مبلغین کرام و سیکرٹریان مال کی خدمت میں بھی درخواست ہے کہ وہ جلسہ سالانہ کی آمد آمد کے باعث ماہ نومبر ۱۹۶۶ء کے وسط تک چندہ جلسہ سالانہ کی پوری وصولی کر کے اپنے فرض سے عہدہ برآ ہوں۔ تاکہ مرکز کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر جمع ہونے والے مہمانوں کی مہمان نوازی میں دقت پیش نہ آئے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ احباب جماعت کو سیدنا حضرت اقدس رضی اللہ عنہ کے ارشادات پر لبیک کہتے ہوئے فرض شناسی کی عملی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

ناظر بیت المال قادیان

درخواستہائے دعا

۱۔ میری بچی امۃ الرحیم زوجہ مکرم مقبول حسین خان صاحب ساکن کیرنگ اسسٹنٹ ڈیلفیئر آفیسر (Asstt. Dt. welfare officer) کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ۱۲ ستمبر کو لڑکا عطا فرمایا۔ بزرگان سلسلہ، مکرم درویش بھائیوں اور محترم صحابیوں کی خدمت درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نوزائیدہ کو والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ صحت و سلامتی کے ساتھ لمبی حیات بخشے۔

۲۔ میرا بچہ میاں بشیر احمد جو میڈیکل کالج میں تعلیم پا رہا ہے۔ بزرگان سلسلہ سے عاجزانہ درخواست ہے کہ اس کی کامیابی کے واسطے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

احقر فضل الرحمٰن صاحب قائمقام امیر اڑیسہ

۳۔ خاکسار کا چھوٹا بھائی محمد اقبال احمد جنگرگی احمدی یونین ٹریننگ آف سینیٹری انسپکٹر بمقام بمبئی مقیم ہے۔ قریباً دو ماہ باقی ہیں۔ احباب کرام و بزرگان سلسلہ عالیہ سے عاجزانہ درخواست ہے کہ برادر کی اچھے نمبروں پر کامیابی اور خیر و عافیت سے واپس یادگیر پہنچنے کے لئے دعا فرمائیں۔ آمین۔

خاکسار محمد عثمان جنگرگی احمدی یادگیر۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مخلصین سے خواہش

سال رواں میں وعدوں کی ایک تہائی وصول ہو جانی چاہیئے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹ اگست ۶۶ء کو خطبہ جمعہ میں جملہ احباب جماعت سے خطاب فرماتے ہوئے فرمایا:۔

"فضل عمر فاؤنڈیشن کے قیام کی غرض ہی یہ ہے کہ جماعت احمدیہ سچے مسلمانوں کا نمونہ دکھاتے ہوئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اسلام کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلانے کی غرض سے اور بھی زیادہ مالی قربانیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش کرے اور اس مالی قربانی کو اس حد تک پہنچائے کہ دنیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول کی صداقت پر گواہ ہو جائے

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

یعنی اولین و آخرین ہر دو گروہ کی مالی قربانیاں ایک سی شان اور عظمت اور عزت اللہ تعالیٰ کی راہ میں رکھنے والی ہوں۔ گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر فضل عمر فاؤنڈیشن کے قیام کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس وقت میں نے اپنے بھائیوں سے یہ خواہش کی تھی کہ اس فنڈ میں پچیس لاکھ روپیہ وہ جمع کریں۔

سوائے محمد رسول اللہ کے فرزند جلیل مسیح مہدی کی جان نثار اور خدا کے بزرگ و برتر کی محبوب جماعت! آپ کو مبارک ہو کہ آپ نے خلوص نیت اور صمیم قلب کے ساتھ فاؤنڈیشن کے لئے جو وعدے کئے ہیں ان کی رقم پچیس لاکھ سے بڑھ گئی ہے اور ابھی اور وعدے آ رہے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے اس اخلاص اور ایثار کو قبول فرمائے اور اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے آپ کی قربانیوں میں برکت ڈالے اور آپ کو اس دنیا میں بھی اتنا دے کہ آپ سیر ہو جائیں اور اخروی زندگی میں بھی اپنی تمام نعمتوں سے آپ کو نوازے تا آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں آپ کے صحابہؓ کی معیت حاصل کر سکیں۔

اب جبکہ وعدے اپنی مقررہ حد سے آگے بڑھ چکے ہیں ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہیئے۔ اور

یہ کوشش کرنی چاہیئے

کہ یہ وعدے جو تین سال میں وصول ہونے ہیں ان کا کم از کم ⅓ سال رواں یعنی سال اول میں وصول ہو جائے ......

مجھے یقین ہے

کہ جماعت اپنی ذمہ داریوں کا احساس رکھتی ہے اور وہ انشاء اللہ ۳۰ اپریل سے پہلے ایک تہائی سے زیادہ اپنے وعدے ادا کر دے گی۔

میں ایک تہائی (⅓) سے زیادہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ بعض غریب احمدی دوستوں نے بڑی قربانی دے کر اس میں حصہ لیا ہے اور ساتھ ہی پوری رقم ادا بھی کر دی ہے ایک تہائی پر انہوں نے کفایت نہیں کی۔ مثلاً سو روپیہ کا وعدہ لکھوایا تو سو روپیہ ہی دے دیا...... میں کامل امید رکھتا ہوں اور اپنے رب سے دعا بھی کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو اسباب کی توفیق عطا کرے کہ ہم اس فنڈ میں سال رواں کے اندر ایک تہائی سے کہیں زیادہ رقم ادا کریں۔"

ناظر بیت المال قادیان

ولادت

میرے بھتیجے بھائی بشیر احمد صاحب منگلوری آف سکندر آباد کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۲/۹ کو پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بچے کا نام "رفیق احمد" تجویز فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور نیک صالح اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

خاکسار مسعود احمد واقف زندگی درویش قادیان

۱۔ میری امی جان عرصہ ۵ سال سے ذیابیطس کے موذی مرض کا شکار ہیں ان کی بیماری ہم سب بہن بھائیوں کے لئے پریشان کن ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار طارق سلیم احمد جوہر آباد۔ کراچی

خبریں

راولپنڈی ۲۶ ستمبر۔ روس کے نائب وزیر خارجہ مسٹر نکولائی فریوبن آج دہلی سے راولپنڈی پہنچ گئے وہ صدر ایوب کے ساتھ بات چیت کریں گے۔ وہ ماسکو سے دہلی آئے تھے اور بھارت سرکار کے ساتھ بات چیت کر کے ان کا واپس چلے جانے کا پروگرام تھا اور پاکستان کا دورہ ان کے پروگرام میں شامل نہ تھا مگر وہ دہلی سے راولپنڈی پہنچے وہاں سے بذریعہ ہوائی جہاز پشاور چلے گئے جہاں سے وہ سوات تشریف لے جائیں گے۔ جہاں کہ صدر ایوب آج کل آرام کر رہے ہیں۔ پاکستان کے خارجہ سیکرٹری مسٹر ایس۔ ایم۔ یوسف ان کے ساتھ تھے۔ کراچی میں روسی سفارتخانہ کے ایک ترجمان نے کہا کہ وہ نہیں کہہ سکتے کہ آیا مسٹر فریوبن کا دورہ پاکستان ویٹ نام کے مسئلہ کے سلسلہ میں ہے یا بھارت اور پاکستان کے مابین مفاہمت کے سلسلہ میں۔

نئی دہلی ۲۶ ستمبر۔ سرکاری ترجمان نے کہا کہ مغربی جرمنی پارلیمنٹری وفد کے لیڈر ڈاکٹر مارٹن نے وزارت خارجہ کے ساتھ بات چیت کے دوران کشمیر کے بارے میں پاکستان ریڈیو کے اپنے ساتھ منسوب ریمارکس کو غلط قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر مارٹن نے وزارت کے مشیر افسروں کو بتایا ہے کہ ان کا وفد یہ پوری طرح سمجھتا ہے کشمیر میں انتخابات کے ذریعے حق ارادیت کا استعمال ہو چکا ہے اور حق خود ارادیت کا اطلاق سارے دیش پر ہوتا ہے دیش کے کسی ایک حصہ پر نہیں۔

حیدر آباد۔ ۲۶ ستمبر۔ پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی نے آج یہاں کہا کہ بھارت بین الاقوامی کمیشن کے ممبر کے طور پر ہی نہیں بلکہ ایک امن پسند دیش کی حیثیت سے بھی ویٹنام کی جنگ میں تمام فریقوں میں بات چیت شروع کرانے کے لئے سفارتی سطح پر کوشش کر رہا ہے۔ ویٹنام کی جنگ ہمارے لئے خطرناک ہے اور یہ سارے جنوب مشرقی ایشیا پر اثر انداز ہوگی۔ وہ بیگم پیٹ ہوائی اڈہ پر اخباری نمائندوں کے ساتھ بات چیت کر رہی تھیں۔

نیویارک ۲۶ ستمبر۔ اخبار واشنگٹن پوسٹ نے بھارت اور پاکستان کے تعلقات پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک آرٹیکل میں لکھا ہے کہ بھارت اور پاکستان کے فوجی جرنیلوں کے درمیان براہ راست ٹیلیفون کا سلسلہ قائم کرنے کا معاہدہ ہوا ہے۔ یہ ایک حوصلہ افزا خبر ہے جس سے بظاہر ہوتا ہے کہ تاشقند معاہدہ کی سپرٹ ابھی قائم ہے۔ اور اب دہلی اور راولپنڈی دونوں نے اپنی اس خواہش کا اظہار کر دیا ہے کہ وہ سرحد پر بلاوجہ یا غلط فہمی سے کوئی مسلح تصادم ہونے نہیں دینا چاہتے۔ اس سلسلہ میں شریمتی اندرا گاندھی اور صدر ایوب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اپنی ذاتی سیاسی پوزیشن کی قیمت پر بھی عوامی جذبات کو قابو میں رکھا ہے

نئی دہلی ۲۶ ستمبر۔ ڈاکٹر رادھا کرشنن نے کہا کہ آج دنیا پر ایٹمی جنگ کے تاریک سائے چھا رہے ہیں۔ چین سرکار ہمیشہ طور پر امریکہ کے ایٹمی حملہ کے خطرہ سے اپنی آبادی کا سرحدی علاقوں سے نکال کر وسطی سطح مرتفع کے علاقوں میں بھیج رہی ہے۔ اس لئے دنیا کی اقوام کو ویٹنام کی جنگ کے معاملہ میں لاپرواہی اور بے تعلقی نہیں برتنی چاہیئے۔ کیونکہ اگر جنگ پھیل گئی تو انسانیت کو بہت زیادہ نقصان اور تباہی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آپ نے کہا کہ دنیا کیوبا اور کوریا میں ایٹمی جنگ کے شروع ہونے کے بالکل قریب پہنچ چکی تھی۔ اور آج ویٹنام میں وہی حالت ہے۔

اسٹاکہلم ۲۶ ستمبر۔ پردھان منتری شریمتی ؟

پروگرام دورہ

مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیر فاضل انسپکٹر بیت المال

برائے جماعتہائے احمدیہ بہار و یوپی ۲۹-۹-۶۶ تا ۱۹-۱۰-۶۶

نام جماعت	پہنچنے کی تاریخ	قیام	روانگی
کلکتہ	-	-	۲۹-۹-۶۶
موسی بنی مائینز	۳۰-۹-۶۶	۲	۲-۱۰-۶۶
جمشید پور	۲-۱۰-۶۶	۲	۴
بھاگلپور معہ پٹنہ پورنہ	۵	۳	۸
کانپور	۹	۲	۱۱
لکھنؤ	۱۱	۱	۱۲
شاہجہانپور	۱۲	۲	۱۴
بریلی	۱۴	۱	۱۵
امروہہ	۱۵	۱	۱۶
دہلی	۱۷	۱	۱۸
قادیان	۱۹	-	-

ناظر بیت المال قادیان

اسلام کا اصل حریف مغربی طرز فکر ہے

(بقیہ صفحہ اول)

پھر اس کے اثرات کو محسوس فرمایا اور پھر یہ بھی دیکھا کہ علم و تحقیق کا لبادہ اوڑھنے والی یہ تحریک درحقیقت اخلاق اور خشیت الٰہی کے جذبات کو تباہ کرنے والی ہے اور یہ کہ نوجوان طبقے میں جس بے راہ روی کو یہ جنم دے رہی ہے اس سے نہ صرف اسلامی معاشرے کی بنیادیں ہل رہی ہیں بلکہ اخلاق اور روحانی تربیت کے لئے بھی یہ سم قاتل ہے چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

"ہم میں سے جو شخص مغربی تہذیب کا دلدادہ ہے وہ روحانی میدان کا اہل نہیں جس تہذیب نے ہمارے مقدس آقا کی تصویر کو دنیا کے سامنے بھیانک رنگ میں پیش کیا ہے جس تہذیب نے اسلامی تمدن کی شکل کو بدل دیا ہے جب تک اس کی ایک ایک اینٹ کو ہم ریزہ ریزہ نہ کر لیں کبھی چین اور اطمینان کی نیند نہیں سو سکتے۔ وہ لوگ جو یورپ کی نقالی کرتے اور مغربیت کی رو میں بہتے چلے جاتے ہیں۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم قرآن کی ایک ایک چیز کو دیکھ کر آگ لگ جانی چاہیئے۔ کیونکہ اسلام اور مغربیت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے"

(تفسیر کبیر جلد ۵)

پس ہمارا فرض ہے کہ ہم مغربیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے سامنے اسلامی معاشرت کا صحیح نمونہ پیش کریں اور تمدن اور روزمرہ زندگی کے معاملات میں ایسی روح پیش کریں جو حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا صحیح آئینہ ہو۔

جونا گڑھ۔ اندرا گاندھی نے کل رات یہاں ایک پبلک جلسہ میں اعلان کیا کہ ہم امداد دینے والے کسی ملک کا دباؤ قبول نہیں کریں گے۔ پردھان منتری نے کہا کہ ترقی کنندہ ملکوں پر آنے والے ایک دو برسوں میں بیرونی دباؤ اور بڑھ جانے کا امکان ہے ہمیں اس معاملہ میں ہوشیار رہنا ہو گا۔